عشقِ پنجتن

13-201

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

Marfat.com

عشقِ پنجتن

محمد عمران یوسفی تاجی

Marfat.com

Rs 200

98401

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : عشقِ پنجتن

مصنف : محمد عمران یوسف تاجی

تعداد : 1000

اشاعت اول : ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

اشاعت دوئم : ۱۱ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

کتاب ملنے کا پتہ

اقراء بک سنٹر

بیسمنٹ رسول پلازہ، فیصل آباد

0321-6634313, 0321-9663700

Marfat.com

سرتاجِ ولایت قطبِ مدارِ عالم تاج الاولیاء تاجُ المِلت والدّین شہنشاہِ ہفت اقلیم
حضرت سیّد محمد بابا تاج الدین (ناگپوری) حسنی والحسینی قدس سرہ العزیز

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

"ہماری نانی امّاں کے نام"

جن کی آغوش نے اِس تربیت کو
مظاہر کیا ہے اور ان کی کاوشوں کا نتیجہ حقیقت بن
کر سامنے آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری نانی امّاں کی
عمر کو جلا عطا فرمائے "آمین" اور اُن کا سایہ ہمارے
سروں پر سایہ فگن رہے۔

Marfat.com

تصنیف وتالیف

محمد عمران یوسفی تاجی

پوتا

حضرت سیّدنا غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجی قدس سرہ العزیز

Marfat.com

فہرست مضامین

○	عرضِ مصنف	9
○	پیش لفظ	12
۱	حقیقتِ پنجتن	13
۲	حقیقتِ پنجتنؑ قرآن وحدیث کی روشنی میں	17
۳	حقیقتِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	27
۴	حقیقتِ حضرت علی مولائے کائنات علیہ السلام	43
۵	حقیقتِ حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت علیہ السلام	79
۶	دوشہزادے	107
۷	حقیقتِ حضرت امام حسن علیہ السلام	113
۸	حقیقتِ حضرت امام حسین علیہ السلام	125

Marfat.com

Marfat.com

عرضِ مصنف

سلسلۂ یوسفیہ تاجیہ کی یہ دوسری پیشکش ''عشقِ پنجتن'' قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔

ربّ العزت کی بہت عظیم کرم نوازی ہے کہ اس نے میری قلم میں پنجتن پاکؑ کے وسیلے سے یہ زور پیدا کیا کہ آج میں اپنی قلم کے ذریعے دربارِ اہلِ بیتؑ میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

ہر شخص پانچ ارکانِ اسلام پر ایمان رکھتا ہے اور ان کی ادائیگی کو اپنے اوپر فرض جانتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بندہ بن جائے۔ مگر قابلِ غور بات یہ ہے کہ پانچ ارکانِ اسلام کی قبولیت کا کیسے پتہ چلے گا جب قبولیت ہوگی تو پرہیزگا بندہ کہا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ پانچ ارکان اسلام کی قبولیت اُس وقت ہوگی جب پنجتن پاکؑ سے محبت اور تعظیم ہوگی۔ اگر پنجتن پاکؑ سے محبت اور تعظیم نہیں تو کچھ بھی نہیں اور پنجتن پاکؑ کی محبت اور تعظیم کے بغیر نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، حج کیے اور زکوۃ

Marfat.com

دی سب کچھ برباد و بے کار ہے۔ پنجتن پاک سے محبت اور تعظیم کے بغیر کوئی بھی عبادت خدا کی جناب میں قبول نہیں ہوتی۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں اور قعدے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود نہ بھیجیں تو ہماری نماز نہیں ہوگی اِس سے ثابت ہوا کہ جس شخص نے پنجتن پاکؑ سے بُغض رکھا ان کا ادب لازم نہ رکھا تو نہ اس کی نماز قبول ہوگی بلکہ کوئی بھی عبادت خدا کی جناب میں قابلِ قبول نہیں ہوگی، جب نماز جیسی عبادت میں اِن ہستیوں پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو پنجتن پاکؑ سے محبت و تعظیم کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پنجتن پاکؑ خاندانِ نبوت کے چراغ ہیں تمام اولیاء اللہ پنجتن پاکؑ سے فیض پاتے ہیں اور پنجتن پاکؑ کی منظوری کے بغیر دنیا میں کوئی ولی اللہ نہیں ہوسکتا حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک جگہ پنجتن پاکؑ کے تصرفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے لے کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کسی نبی کی امت میں کوئی ولی اللہ نہ ہوا جب تک پنجتن پاکؑ نے منظور نہ فرمالیا ہو اس سے پنجتن پاکؑ کا رُتبہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ظہور بھی نہیں ہوا اور اپنی رُوحانیت کے عالم میں ہی حکومت کر رہے ہیں جب کسی اور نبی کی اُمت میں کوئی ولی اللہ پنجتن پاکؑ کی منظوری کے بغیر نہ ہو تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں کیونکر ہوسکتا ہے۔

پنجتن پاکؑ تمام کائنات کے مالک ہیں پنجتن پاکؑ کی وجہ سے یہ کائنات بنائی گئی ہے اگر پنجتن پاکؑ دنیا میں تشریف نہیں لاتے تو اس کائنات کی تخلیق بھی نہیں ہوتی۔ تمام انبیائے کرام پنجتن پاکؑ کے غلام ہیں۔ جن وانس، چرند اور پرند غرض کہ کائنات کی ہر چیز پنجتن پاکؑ کی غلام ہے ہر انسان پر پنجتن پاکؑ کی محبت فرض قرار دی گئی ہے اور تمام سلاسل میں روحانی فیض بھی پنجتن پاکؑ کا ہی ہے قادری ہو یا چشتی،

Marfat.com

نقشبندی ہو یا سہروردی تمام اولیاء اللہ پنجتن پاک کی بارگاہ سے فیض یاب ہوئے ہیں اور پنجتن پاکؑ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں۔ان کی اِمداد کے بغیر کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔اگر حقیقت دیکھی جائے تو کلمۂ توحید پنجتن پاکؑ نے دیا، ایمان پنجتن پاکؑ نے دیا، قرآن پنجتن پاکؑ نے دیا اور ہر نعمت پنجتن پاکؑ کے صدقے میں ہم کو ملی ہے۔

○○○

Marfat.com

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب حقائق پر مبنی، عشق میں شرابور اور حقیقت سے لبریز ہے۔ یہ جام وہ جام ہے جو صرف عاشقِ صادق ہی پی سکتا ہے:

عقل آمد دین و دنیا شُد خراب
عشق آمد ہر دو عالم کامیاب

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمران بابا کو عشقِ پنجتنؑ میں تکمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ''آمین''

وما علینا الا البلاغ المبین

سیّد آفتاب کریم قدس سرہ العزیز

Marfat.com

حقیقتِ پنجتنؑ

Marfat.com

Marfat.com

آلِ احمدؑ کے خاک پا ہیں ہم
بادشاہوں کے بادشاہ ہیں ہم

پنجتن پاکؑ کے مقدس نام سے شروع جو کل کائنات کے خالق و مالک ہیں۔ پنجتن پاکؑ کی وجہ سے کل کائنات کو تخلیق کیا گیا ہے پس وجہِ تخلیق کائنات پنجتن پاکؑ کی ذات ہے۔ انسان کے چہرے کی حقیقت یہ ہے کہ انسانی چہرہ اللہ اور پنجتن پاکؑ کے مقدس ناموں سے بنایا گیا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ان اللّٰہ خلق ادم علی صورتہٖ"

بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔

(تفسیر رُوح البیان)

اس حدیثِ قدسی سے انسان کے چہرے کی حقیقت یہ واضح ہوئی ہے کہ اسم

Marfat.com

'اللہ' سے دو کان، دو ابرو اور ایک بینی بنے ہیں۔ اسم 'محمدؐ' کی م سے ناک کے دو نتھنے بنے اور اسم 'محمدؐ' کی ح، م اور د سے کلام کی ادائیگی کے لیے دو لب اور دو داڑھ بنے ہیں۔ اسم 'علیؑ' کی ع سے دیکھنے کے لیے دو آنکھیں اور اسم 'علیؑ' کی ل اور ی سے دو کنپٹیاں بنی ہیں۔ اسم 'فاطمہؑ' کی ف اور الف سے ٹھوڑی اور اسم 'فاطمہؑ' کی ط، م اور ہ سے دو رخسار بنے ہیں۔ اسم 'حسنؑ' سیدھے کان کا دُرِ بے بہا یعنی بہت خوبصورت موتی اور اسم 'حسنؑ' کی ن کا نقطہ سیدھے آنکھ کی پُتلی ہے جس کو دیکھنے سے سورج کی طرح تپش محسوس ہوتی ہے اسم 'حُسینؑ' بائیں کان کا دُرِ بے بہا یعنی بہت خوبصورت موتی اور اسم 'حسینؑ' کی ن کا نقطہ بائیں آنکھ کی پتلی ہے جس کو دیکھنے سے چاند کی طرح ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔

صورتِ معلومہ

اللہ : دو کان۔ دو ابرو حرمین شریفین۔ ایک بنی

محمد : دو پرہ بنی دم کی آمد و رفت کے قابل دو لب ادائے کلام کی امداد کے لیے دو داڑ

علی : دید کے قابل دو خانہ چشم دو کنپٹیاں

فاطمہ : ایک تھوڑی دو رخسارہ خوشنما

حسن : سیدھے کان کا دُر بے بہا۔ نقطہ نون قرۃ العین دیدہ جلال الشمس

حسین : بائیں کان کا در بے بہا۔ نقطہ نون قرۃ العین دیدہ جمال القمر

Marfat.com

Marfat.com

حقیقتِ پنجتنؑ
قرآن وحدیث کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں پنجتن پاکؑ کی محبت کے متعلق ارشاد ہے:

''آپ فرماؤ میں اس پر تم سے اُجرت نہیں مانگتا مگر اہلِ بیتؑ کی محبت''
(پارہ ۲۵، آیت نمبر ۲۳، سورہ شعوریٰ)

ہر نبی و رسول نے اپنے اپنے وقت میں اپنی قوم کو توحیدِ باری تعالیٰ اور اپنی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ اس تبلیغ واشاعت کا اجر میں تم سے نہیں مانگتا بلکہ اس کا اجر میں اپنے اللہ سے لوں گا مگر جب سیّد المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحیدِ ذاتی کی تبلیغ واشاعت فرمائی تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے محبوب، اے والضحیٰ کے چہرے والے، اے واللیل کی زلفوں والے، یٰسین کے سہرے والے، طٰہٰ کے تاج والے، الم نشرح کے سینے والے، یداللہ کے گورے گورے ہاتھوں والے، لولاک کی دستار والے فرمادیجیے اپنے عشاق سے کہ اس تبلیغ و دعوت دینے اور تم کو دولت ایمان عطا کرنے

Marfat.com

کے صلہ میں مَیں تم سے مال و دولت طلب نہیں کرتا البتہ تم کو کلمہ پڑھانے کا اجر میں تم سے یہ مانگتا ہوں کہ میری اہلِ بیتؑ سے محبت کرو۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے اہلِ بیتؑ کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حضرت علیؑ مولائے کائنات، حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؑ، حضرت سیّدنا امام حسنؑ اور حضرت سیّدنا امامِ عالی مقام امامِ حسینؑ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیتؑ کے ساتھ محبت کرنے کا خود حکم فرمایا ہے کہ علیؑ کے قدم چومو، فاطمہؑ کی چوکھٹ پہ سر جھکاؤ، حسنؑ کا دامن پکڑو اور میرے حسینؑ کا عشق پیدا کرو۔ اس آیت پر غور کرو کہ کس پیارے انداز میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے نبی کے کلمہ پڑھانے اور دولت ایمان عطا کرنے کا صلہ اور دنیا والوں کو ذلالت و گمراہی سے نکال کر رُشد و ہدایت کا بدلہ اور کفر و طغیان کے سمندر میں غوطہ کھانے والوں کو دین و ایمان کا سہارا دے کر کنارے پر لگانے کا اجر محبتِ اہلِ بیتؑ غلامی عترتِ پیغمبر اور عشقِ امام حسینؑ کی صورت میں طلب کیا جا رہا ہے اور پھر ان آیتِ مبارکہ کے پیشِ نظر، یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ جاتی ہے اگر کوئی مسلمان کلمہ بھی پڑھتا ہے، روزے بھی رکھتا ہے، نماز کا پابند بھی ہے، حج و زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے اور ساری ساری رات مصلّے پر بیٹھ کر نفل پر نفل بھی پڑھتا ہے لیکن اس کے دل میں اہلِ بیتؑ کی محبت نہیں ہے تو پھر نہ اس کے کلمے پر کوئی اعتبار ہے اور نہ ہی اس کے ایمان کی کوئی قیمت اور بروزِ قیامت وہ ساری عبادتیں اس کے منہ پر ماردی جائیں گی اور پھر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کو اور بھی کھول کر بیان فرما دیا کہ ''جس شخص نے اہلِ بیعتؑ کی محبت میں وصال کیا اس نے مومن ہو

Marfat.com

کہ وصال کیا اور جس نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں وصال کیا اس نے شہید ہو کر وصال کیا۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انسان جو عشق عترتِ پیغمبر میں وصال کیا تو خداوند تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کے لیے مزار بنائے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پنجتن پاک کی حقیقت بیان فرمائی ہے:

''تو اِن سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے
بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں
پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔''

(سورۂ آلِ عمران، آیت ۶۱، پارہ ۳)

یہ آیت ''آیت مباہلہ'' کے نام سے مشہور ہے اس آیتِ مباہلہ کا واقعہ یہ ہے کہ نجران کے عیسائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی توحید عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے پر بحث کرنے لگے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کی توحید اور حضرت عیسیٰؑ کے خدا کا بندہ ہونے کے دلائل پیش فرمائے مگر جب عیسائیوں نے ان دلائل کو تسلیم نہ کیا تو پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو فرما دیجیے کہ ہم اپنے بال بچے لے کر آتے ہیں تم اپنے بال بچے لے کر کسی میدان میں چلے آؤ اور مباہلہ کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادِ ربانی کی تعمیل کرتے ہوئے صبح ہوتے ہی آپ اپنی صاحبزادی والا شان سیدہ نساء العالمین مخدومۂ کائنات، طیبہ وطاہرہ سیدہ فاطمہ الزہرا علیہا الصلوٰۃ والتسلیم کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور تمام

Marfat.com

حالات سے آگاہ فرما کر مباہلہ کی تیاریوں کا حکم فرمایا جناب سیدہ نساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرأؑ نے اپنے والدِ گرامی کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی اور اُسی وقت اپنی مقدس رِدا کو سر سے لے کر مبارک قدموں تک برقعہ کی طرح اُوڑھ لیا اسی اثناء میں جناب حیدرِ کرار علیؑ المرتضیٰ کو بھی ارشادِ مصطفیٰ ہوا کہ علی تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور ہمارے جگر گوشوں حسنینؑ کریمین کو بھی ساتھ لے لو۔ بعدازاں دولت سرائے فاطمہ علیہ السلام سے یہ مختصر مگر عظیم تر قافلہ نور اس شان سے جلوہ گر ہوا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا حسین علیہ السلام کو اپنی آغوشِ رافت میں اُٹھایا ہوا تھا اور سیّدنا حسن علیہ السلام کی انگلی تھامی ہوئی تھی، آپ کے عقب میں جناب سیّدۃ نساء للعالمین سیدہ فاطمہ الزہرا علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس کملی کا کنارا تھاما ہوا تھا اور جناب سیدہ کے عقب میں جناب علی کرم اللہ وجہہ ان کے جید اطہر سے لپٹی ہوئی رِدائے نور کا آنچل پکڑے ہوئے چل رہے تھے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہ قدر اور عصمت مآب صاحبزادی علیہ السلام کے پردے کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جب کہ آپ کا پورا جسم انور بھی پردے میں چھپا ہوا ہے آپ کے مقدس پاؤں بھی نعلین اقدس کے پردے میں ہیں کہ آپ اپنا قدم مبارک اپنے والدِ گرامی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر رکھتی ہیں اور جناب حضرت علی علیہ السلام اپنا قدم مبارک آپ کے نقشِ قدم پر رکھ دیتے ہیں تا کہ اگر تحت الثریٰ والے اوپر نظر اٹھائیں تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم نظر آئیں اور اگر آسمان والے زمین کی طرف دیکھیں تو وہ حیدرِ کرار کے نقشِ قدم کا نظارہ کر سکیں۔

خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مقدس قافلہ چند قدم آگے بڑھتا ہے

جگر گوشۂ بتول جناب امام حسن علیہ السلام نانا جان کی انگشتِ شہادت کو

98401

Marfat.com

تھامے ہوئے ساتھ ساتھ ایسے چل رہے تھے جیسے آفتاب کے گوشۂ زیریں سے چاند طلوع ہو کر آفتاب کے ساتھ ہی ساتھ آگے بڑھتا جائے۔ جناب امام حسین علیہ السلام اپنے مقدس نانا جان کی گود میں یوں جلوہ افروز تھے جیسے صدرِ آفتاب سے ایک اور آفتاب طلوع ہو رہا ہو۔

یا پھر اس منظر کی حقیقت اس شعر کو سمجھ لیجیے:

یوں جلوہ گر حسینؑ تھے نانا کی گود میں
قرآن ہو جیسے ہاتھ میں قرآن لیئے ہوئے

جب نصریٰ کے بڑے پادری اسقف نے اُن نورانی چہروں کو آتے دیکھا تو پکار اُٹھا۔ اے ساتھیو! بے شک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ کو حکم کریں کہ وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ ان کے حکم کی تعمیل کرے گا اور پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ پس ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ افسوس کہ ہم مسلمان ہو کر بھی پنجتن پاک کی حقیقت سے ناآشنا ہیں ہم سے تو اچھا نصریٰ کا بڑا پادری تھا جو مسلمان بھی نہیں تھا مگر پنجتن پاکؑ کے نورانی چہروں کو دیکھ کر پنجتن پاکؑ کی حقیقت سے آشنا ہو گیا تھا۔

کانپے نصریٰ چھوڑ کر بھاگے مباہلہ
دیکھے جب آئے سامنے سرکارِ پانچ تن

جس درود شریف میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیتؑ کو نا ملایا جائے تو اسے ناقص درود قرار دیا جائے گا۔ کامل

Marfat.com

دُرُود وہ ہے جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ بیتؑ پر بھی درود بھیجا جائے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو! عرض کیا گیا، ناقص درود کونسا ہے۔ فرمایا تم کہتے ہو "اللھمہ صل علی محمد" اور یہیں رک جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو 'اللھمہ صلی علی محمد وعلی آل محمد' یعنی آل کا نام لیے بغیر پڑھنا ناقص اور آل کے نام کے ساتھ پڑھنا کامل درود شریف ہے۔''

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا درود میں اپنے اہلِ بیتؑ کو اپنے ساتھ ملانا اِن کی عظمت کی دلیل ہے۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اِمام حسنؑ اور اِمامِ حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

''جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور اِن دونوں حسنؑ اور حسینؑ اور ان کے باپ حضرت علیؑ اور ان کی ماں فاطمہ الزہراؑ کو محبوب رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔'' (ترمذی شریف)

اس حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کرم نوازی ظاہر ہو رہی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کرم نوازی کا حق دار وہ ہی ہے جو پنجتن پاکؑ سے محبت و تعظیم کرے۔ جس شخص نے پنجتن پاکؑ کی محبت اور تعظیم کی تو اُس

Marfat.com

شخص کے لیے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ یہ کیسی بڑی کرم نوازی ہے کہ پنجتن پاکؑ کی محبت وتعظیم سے ہی قیامت کے دن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف نصیب ہوگا۔ کوئی بھی انسان کتنی ہی عبادت کیوں نہ کرے مگر جب تک پنجتن پاک کی محبت وتعظیم نہیں تو ساری عبادتیں بھی برباد ہو جائیں گی۔ قیامت کے دن جو بھی کرم نوازی ہوگی وہ محبت اور تعظیم کو دیکھ کر ہوگی عبادتوں کو دیکھ کر نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ”اہلِ بیتؑ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر انتقال ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔“

اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ انسان کو وہ مقامِ عبادت کرنے سے حاصل نہیں ہوتا جو محبتِ اہلِ بیتؑ سے حاصل ہوتا ہے۔ جب تک پنجتن پاکؑ سے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ پنجتن پاکؑ کی محبت کے بغیر نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، حج کیے، زکوٰۃ دی سب کچھ برباد و بے کار ہے کیونکہ پنجتن پاکؑ کی محبت کے بغیر کوئی بھی عبادت خدا کی جناب میں قبول نہیں ہوتی۔ اگر حقیقت دیکھی جائے تو کلمہ ہم کو پنجتن پاکؑ سے ملا، ایمان پنجتن پاکؑ سے ملا، قرآن پنجتن پاکؑ سے ملا بلکہ یوں کہو کہ رحمٰن بھی پنجتن پاکؑ سے ملا ہمیں لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہمیں پنجتن پاکؑ نے

Marfat.com

ھوالکل یابابا

اپنا غلام بنایا، ہماری گردنوں میں اپنی غلامی کا طوق سجایا۔ہم پنجتن پاکؑ کی اس نعمت پر جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔کیا یہ ہمارے لیے اعزاز نہیں کہ ہم پنجتن پاکؑ کے غلام ہیں۔ہمیں اس غلامی پر فخر ہے۔ہم پنجتن پاکؑ کی غلامی میں زندگی بسر کرنا دنیا جہاں کی نعمتوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

ooo

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حقیقتِ سرکارِ دوعالم

Marfat.com

Marfat.com

حُبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں پیدا کیا ہے۔ وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ حُب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کی روح ہے۔

محمدؐ کی محبت دین کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

قرآن مجید میں حُبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ارشاد ہے:

"میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔" (سورۂ آلِ عمران: آیت ۳۱)

اس آیت کے متعلق عرض یہ ہے کہ 'اتباع' جسے معیارِ محبت قرار دیا گیا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ کیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال مبارکہ و اعمال

Marfat.com

مقدسہ کے مطابق عمل کرنے کا نام اتباع ہے یا اس میں کوئی قید بھی ملحوظ ہے؟ اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِن اعمال مقدسہ کی صرف نقل کو اتباع قرار دیا جائے جس کا شریعتِ مطہرہ میں حکم ہے تو وہ منافقین اور دشمنانِ دین بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار اور اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پائیں گے جو باوجود منافق ہوں اور اپنے دل میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت کے نشے میں سرشار نماز، روزہ اور دیگر اعمالِ حسنہ کرتے تھے بلکہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک بے دین اور گمراہ قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا، سچے اور خالص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے مثل ہوں گے، ان کے پاجامے ٹخنوں سے اُوپر اور سر منڈھے ہوئے ہوں گے۔

ایسی صورت میں اس ظاہری اتباع کو نقل کر کے کیونکر معیارِ محبت اور دلیلِ ایمان قرار دیا جاسکتا ہے؟ یہ تو سراسر نقل ہے جو کسی حال میں بہتر نہیں ہوسکتی۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اتباع کے معنی پر غور کیا جائے اور صحیح معیارِ محبت تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں 'فاتبعونی یحببکم اللّٰہ' فرما کر ہمیں یہ بتا دیا کہ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے۔ محبوب کا دشمن کبھی محبوب نہیں ہوسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب کا دشمن اللہ تعالیٰ کا محبوب کیونکر ہوسکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں اتباع کے معنی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر صرف ان کی سنتوں کو نقل کرنا نہیں۔ بلکہ فاتبعونی کے معنے یہ ہیں کہ اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے نشے میں سرشار ہو جاؤ گے۔ تو تم بھی محبوب ہو جاؤ گے یہ اتباع سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی دلیل ہے۔ مگر بات جہاں تھی وہیں

Marfat.com

رہی، سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ فلاں گروہ یا فلاں شخص سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ساتھ ان کی سنن کریمہ پر عمل کررہا ہے اور فلاں آدمی بغیر محبت کے محض نقل میں مصروف ہے۔ آیئے اس سوال کا حل اور معیار محبت تلاش کریں۔

حضرت ابوذر دردؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اس کو محبوب کا عیب دیکھنے سے اندھا اور محبوب کا عیب سننے سے بہرہ کر دیتی ہے۔" (مسند امام احمد، ابوداؤد شریف)

اس مبارک حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ محبت کا صحیح معیار یہ ہے کہ محبت کرنے والے کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب سننے اور دیکھنے سے پاک ہوں۔ کیونکہ محبت کا مرکز حسن و جمال ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ محبت والی آنکھ کو واقعی عیب نظر نہیں آتے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بے عیب ہیں اور جسے بے عیب میں عیب نظر آئے تو اس کا دعویٰ محبت کیونکر درست ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دعویٰ محبت میں وہی سچا ہے جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عیوب ونقائص سے پاک جانتا ہو۔

حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنے سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا وآخرت میں ساتھ نصیب ہوتا ہے جس کا ثبوت حضرت انسؓ کی روایت سے ملتا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے لئے تم نے کیا تیاری کی ہے۔ اس شخص نے عرض کی نا تو بہت سی نمازیں

Marfat.com

جمع کی ہیں۔ نہ روزے اور نہ ہی صدقات لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو قیامت میں اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ اس روایت سے واضح ہوا کہ مومن وہ ہے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبّ ہے اور اس کی جان سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف ہے یہی اس کے مالک ومختار ہیں۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مثل خون کسی کے وجود میں دوڑنے لگتی ہے تو اس کی روح کو اپنے نورانی پردوں میں لپیٹ لیتی ہے۔ سینے میں محبت کی خوشبو بھر جاتی ہے۔ اور دل ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوم اُٹھتا ہے۔

Marfat.com

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر فرضِ عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد مبارک ہے کہ

"اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد ومبشر ونظیر بنا کرتا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔" (سورۂ فتح، آیت ۹)

اس آیت میں تین باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اوّل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان، دوم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر بیان کرنا اور سوم تسبیح یعنی اللہ کی عبادت کرنا، ایمان کو پہلے اس لئے رکھا کہ بغیر ایمان تعظیم کچھ مفید نہیں اور تعظیم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عبادت پر مقدم اس لئے فرمایا کہ بغیر تعظیم کے عمر بھر کی عبادت برباد وبے کار ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کی حضوری میں بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔''

(سورۂ حجرات، آیت ۲)

اس آیت مبارکہ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے کہ ادب واحترام کا پورا پورا لحاظ رکھیں ورنہ نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

''اے ایمان والو! ہمارے حبیب کو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور سن لو! کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' (سورۂ بقرہ، آیت ۱۰۴)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کو کچھ تعلیم فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے راعنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے اور کلامِ اقدس کو اچھی طرح سے سمجھ لینے کا موقع دیجیے۔ یہی لفظ 'راعنا' یہود کی زبان میں گستاخی و بے ادبی کا لفظ تھا۔ انہوں نے یہی لفظ گستاخی و بے ادبی کی نیت بولنا شروع کردیا تھا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ اے ایمان والو ایسا کلمہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مت کہو جس سے کسی دشمن کو گستاخی و بدگوئی کا موقع مل جائے۔ معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمے میں ترکِ ادب کا شبہ بھی ہو وہ

Marfat.com

ھوالکل یابابا

زبان پر لانا ممنوع ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ جب رسول تم کو اس چیز کے لئے بلائیں جو تم کو زندگی بخشیں۔'' (سورۂ انفال، آیت ۲۴)

یہ آیت مبارکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھولوں کا ایک گلدستہ ہے۔ اس آیت میں رب العالمین نے صحابہ کرامؓ کو اس بارگاہ میں رہنے کا ادب سکھایا۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ فرمایا کہ آپ ان کو اپنا ادب سکھاؤ بلکہ خود رب نے سکھایا کہ اے مسلمانو! اس بارگاہِ عالی میں رہنے کا ادب یہ ہے کہ اگر تم کو کسی وقت ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکاریں تو تم کسی حال میں بھی ہو، نماز میں ہو، کسی وظیفے میں مشغول ہو یا گھر کے کسی کام میں ہو جس حال میں ہو تمام کام چھوڑ کر فوراً بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جب حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کا نکاح ہوا پہلی رات تھی بیوی کے پاس گئے، ابھی غسل نہ کیا تھا کہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا کہ چلو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت حنظلہ بغیر غسل کیے روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر شہید ہو گئے۔ جب تمام نعشوں میں سے ایک نعش نکالی گئی تو ان کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے اس لیے ان کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں۔

بخاری شریف میں سعید بن معلیٰ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا

Marfat.com

پھر میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو۔ ایسا ہی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نماز پڑھ رہے تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمھیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز میں تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازی پر لازم ہے کہ نماز چھوڑ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے۔ نمازی بحالتِ نماز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بلانے پر حاضر ہو جائے۔ جو خدمت فرمادے اس کو پورا کرے پھر بھی نمازی نماز ہی میں ہے اور یہ بات ہے بھی ٹھیک کیونکہ اگر اس نمازی نے کلام کیا تو کس سے کیا؟ ان سے کیا جن کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے۔ اگر کعبے سے سینہ پھرا تو کس طرف پھرا اُدھر جو کعبے کے بھی کعبہ ہیں۔

اور پروانے ہیں ہوتے ہی کعبہ پہ نثار
شمع اِک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

اگر نمازی چلا تو کدھر چلا؟ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو عین عبادت ہے، پھر نماز کیوں جائے۔

ooo

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حُسن و جمال

قرآن مجید میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس کو ''والضحیٰ'' اور زلفوں کو 'لیل' فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسین و جمال ہی سے صبح طلوع ہوتی ہے۔ اور آپ کی زلفوں کی سیاہی سے ہی رات چھا جاتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک صحابی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو پلکیں جھپکائے بغیر مسلسل دیکھ رہے تھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میرے آقا میں آپ کی بابرکت زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں۔ صدیقۂ کائنات حضرت عائشہ صدیقہؓ جنہوں نے اپنے محبوب سرتاج صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندانِ مبارک سے طلوع ہونے والے نور میں اپنی گمشدہ سوئی کو تاریکی میں تلاش کر لیا تھا ارشاد فرماتی ہیں اگر زنانِ مصر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک نظر دیکھ لیتیں تو اپنی انگلیاں کاٹنے کی بجائے

Marfat.com

چھریاں اپنے سینوں میں اُتار لیتیں اور انہیں خبر تک نہ ہوتی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا دیدار اس وقت نصیب ہوا جب وصال سے قبل پیر کے دن ہمیں نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا پس میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو کھلتا ہوا قرآن پایا۔ صحابہؓ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، یہی ہے وہ نماز جس کا حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے کہ "مومنین کی نماز دیدار ہے، جب حضرت انسؓ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا دیدار کیا تو حقیقی نماز ادا کی۔ ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق حضرت ثوبانؓ حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ اُڑا ہوا دیکھ کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو دردمند عاشق نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کوئی درد، بات یہ ہے کہ رُخِ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے فوراً زیارت سے اس کو تسلی دیتا ہوں۔ اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بلند کہاں ہوگا اور یہ عاشق کس گوشے میں پڑا ہوگا اگر رخ انور کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لیے جنت کی ساری لذتیں ختم ہو جائیں گی۔ فراق وہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دل ناتواں سے برداشت نہ ہو سکے گا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ماجرا سن کر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ جبرائیل امین یہ خوش خبری لے کر تشریف لائے کہ ہم اطاعت گزار عاشق کو جنت میں جدائی کا صدمہ نہیں پہنچائیں گے، بلکہ ان کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میسر ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف حضرت ثوبانؓ کی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ تمام صحابہؓ کا یہی حال تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلالؓ کو اذان دینے کے لئے کعبے کی چھت پر جانے کا حکم دیا تو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلالؓ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کعبے کی چھت پر پہنچ گئے اور پہنچ کر خاموشی سے کھڑے رہے۔ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے پوچھا کہ بلال اذان کیوں نہیں دے رہے ہو۔ تو آپ نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو کعبے کی چھت پر ہوں تو میں اذان کس کعبے کی طرف دیکھ کر دوں؟ کعبے کے علاوہ بھی کوئی کعبہ ہے۔ تو پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کعبے کا بھی کعبہ ہے اور وہ میری ذات ہے تم میرے چہرے کی طرف دیکھ کر اذان دے دو۔ جب حضرت بلالؓ نے یہ حکم سنا تو خوشی خوشی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھ کر اذان دی۔

ooo

Marfat.com

حقیقتِ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ ہوائیں جو ادب ومحبت سے گنبدِ خضریٰ کو بوسے دے کر گزرتی ہیں ان میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی خوشبو سمو جاتی ہے جس کی مہک قیامت تک اور قیامت کے بعد بھی برقرار رہے گی۔ اور یہ جس کو بھی چھو لیتی ہیں وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستانہ و دیوانہ بن جاتا ہے۔ باران رحمت کے یہ آبدار قطرے جو سبز گنبد پر محبت سے برستے ہیں نایاب وانمول ہو جاتے ہیں ان کے مدمقابل لعل وگوہر بے مایہ پتھروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور دنیا جہاں کے بادشاہوں کے خزانے ان کی قیمت لگانے سے عاجز ہیں۔ روضۂ اطہر کی وہ سنہری جالیاں جنہیں ہمہ وقت روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہے۔ ان روضۂ اطہر کی سنہری جالیوں کو محبت سے دیکھنے والوں کو سرور ملتا ہے اور ان جالیوں کو یہ مقام و مرتبہ اس لیے نصیب ہوا ہے کہ انہیں صاحب روضہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس کی آغوش میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دوعشاق کے ہمراہ

Marfat.com

جلوہ افروز ہیں اگر اس سے پوچھا جائے کہ تم عرش معلیٰ کا حصہ بننا چاہو گے یا موجودہ صورتِ حال کو پسند کرتے ہو اور گویائی کے لئے اللہ تعالیٰ اسے زبان عطا فرمادے تو یہ یقیناً عرض کرے گا کہ مجھے عرش معلیٰ کا حصہ بننے کی حاجت نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جہاں محبوب ہوتا ہے وہیں محبّ ہوتا ہے۔

ooo

سورج کی شرمندگی

سورج کے اندر جو تپش ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں جلتا ہے۔ بوقت طلوع و غروب جو سرخی اس کے چہرے پہ پھیلتی ہے وہ اس شرمندگی کی آئینہ دار ہے جو اس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی بجا آوری میں لحظہ بھر تاخیر کی تھی۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پلٹ آنے کو فرمایا تھا تو اس نے اللہ سے فرمایا کہ اے اللہ! ایک طرف تیری عبادت ہے اور دوسری طرف تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ پلٹ آ، بتا کیا کروں؟ ارشاد ہوا کہ اے سورج! میری عبادت چھوڑ اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مان۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے لئے دوڑ پڑا اور مغرب سے طلوع ہوا۔

ooo

Marfat.com

حقیقتِ شق القمر

چاند کی کرنوں میں خنکی و ٹھنڈک محض اس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتِ مبارک کے اشارے پر بلاتاخیر دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔اور یہ خنکی و ٹھنڈک اسی اشارے کا ثمرہ ہے۔جس سے آنکھوں کو تازگی اور دلوں کو سرور ملتا ہے۔

ooo

Marfat.com

حقیقتِ حضرت علیؑ
مولائے کائنات

Marfat.com

Marfat.com

حضرت علیؑ کی تشریف آوری

حضرت سیدہ فاطمہؓ بنت اسد طوافِ کعبہ میں مصروف تھیں کہ آپ کو دردِ زہ کی وجہ سے تکلیف محسوس ہوئی تو آپ بیحد پریشان ہوگئیں کیونکہ سوائے خانہ کعبہ کے قریبی مقام پر باپردہ مکان موجود نہیں تھا۔ آپ ابھی پریشانی کے عالم میں سوچ ہی رہی تھیں کہ کعبۃ اللہ کی دیوار خود بخود شق ہوگئی اور آپ کے اندر تشریف لے جانے کے بعد دیوار کا شگاف خود بخود بند ہوگیا آپ ابھی خانہ کعبہ کے اندر پہنچی ہی تھیں کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات مشکل کشا شیرِ خدا آپ کی جھولی میں آ گئے تو حضرت علیؑ مولائے کائنات کی آنکھیں بالکل بند تھیں اور بہت کوشش کی کہ آنکھیں کھولیں مگر نہ کھولنے سے والدہ کو گمان ہونے لگا کہ شاید یہ کبھی بھی آنکھیں نہ کھولیں۔ حضرت علیؑ کی والدہ کو اس بات سے سخت پریشانی ہوئی اور جب انہوں نے اس بات کا تذکرہ حضرت ابو طالب سے کیا وہ بھی پریشان نظر آنے لگے پھر حضرت علیؑ کی والدہ حضرت علیؑ کو لے کر خانہ کعبہ سے گھر آ گئیں تو آپ کی والدہ نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم آپ کے منتظر ہیں آپ کی والدہ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹے حضرت علیؑ مولائے کائنات کے بارے میں بتایا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا۔ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کو گود میں لیا تو پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو آپ نے فوراً اپنی خوبصورت آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگے۔

اِدھر آغوش کی حسرت اُدھر دیدار کا ارماں
علی نے کھول دی آنکھیں نبیؐ نے گود پھیلائی

حضرت علیؑ مولائے کائنات کے جوان ہونے کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات سے پوچھا کہ آپ نے میرے آنے سے پہلے آنکھیں کیوں نہ کھولیں تھیں تو حضرت علیؑ مولائے کائنات نے عرض کی آقا میری تمنا یہ تھی کہ میری آنکھیں کھلیں تو میری نگاہیں رُخِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑیں۔ اس واقعے سے صاف طور پر واضح ہوا ہے کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے دنیا میں آنے کے بعد اپنی پہلی نگاہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کے سوا کسی اور چیز پر ڈالنا گوارا نہ کیا اور یہ بھی حضرت علیؑ مولائے کائنات کا ایک مخصوص اعزاز ہے۔ جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کعبہ شریف کے اندر حضرت علیؑ مولائے کائنات کی تشریف آوری بہت بڑا اعزاز ہے اس لیے کہ مقام مرتضیٰ کعبۃ اللہ سے بلند وبالا ہے۔ اگر کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو حضرت علیؑ مولائے کائنات کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اگر

Marfat.com

کعبہ انوار و تجلیات کا مرکز ہے تو علیؑ کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش اور منبع نور ہے اگر کعبہ کو بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے تو علیؑ کو کرم اللہ اور اسد اللہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اگر کعبۃ اللہ میں پتھر نصب کرنے والے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام ہیں تو علی کو گود میں اٹھانے والے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اگر کعبہ کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے تو علیؑ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے کعبے کی دیواروں اور حجرِ اسود کے چومنے سے تو انسان کے گناہ ہی دُھلتے ہیں مگر علیؑ کے قدم چومنے سے مقامِ غوثیت و قطبیت حاصل ہو جاتا ہے۔ کعبہ میں یہ قوت نہیں کہ اپنے اندر رکھے ہوئے بتوں کو اٹھا کر باہر پھینک دے یہ علیؑ کا کام ہے کہ کعبہ اگر بت خانہ بن جائے تو علیؑ اسے بتوں سے پاک کر کے پھر کعبہ بنا دے۔ کعبۃ اللہ کا طواف کرنے سے ارکانِ حج کا ایک رکن ادا ہوتا ہے جبکہ علیؑ کی زیارت ہزاروں، کروڑوں حجوں کے ثواب کے برابر ہے۔ کعبۃ اللہ کو دیکھنے سے کعبے والے کی یاد آتی ہے مگر علیؑ کو ملنے سے کعبہ والا مل جاتا ہے۔ لوگ دور دور سے کعبہ شریف کی زیارت کو آتے ہیں مگر کعبہ علیؑ کے غلاموں کا استقبال کیا کرتا ہے۔

ooo

Marfat.com

حضرت علیؑ کا بچپن
آغوشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حضرت علیؑ مولائے کائنات ازل سے ابد تک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوشِ رحمت میں رہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر حضرت علیؑ مولائے کائنات کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دیتے تھے اور تاجدارِ ولایت حضرت علیؑ مولائے کائنات بڑے مزے سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کی شیرگی سے لطف اندوز ہوتے رہتے اور زبان مبارک چوستے چوستے ہی سو جاتے تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ مولائے کائنات کو آغوش رحمت میں لے کر لوریاں سنایا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ میں وہ ہوں جسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت سینے سے لگایا اور گود میں کھلایا جب میں بچہ تھا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر بھی مجھے اپنے ساتھ سلاتے اور میری حفاظت فرماتے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم

Marfat.com

مبارک میرے جسم سے مس ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معطر پسینہ سونگھا کرتا تھا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے غذا خود چباتے اور پھر مجھے کھلاتے۔ سبحان اللہ حضرت علیؑ مولائے کائنات کا کس قدر رارفع واعلیٰ مقام ہے کہ کھیلنے کے لئے آغوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چوسنے کے لیے زبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملی ہے یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ سوائے مولا مشکل کشا حضرت علیؑ مولائے کائنات کے سوا کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر معمول تھا کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات کو گود میں اٹھا کر مکہ معظّمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں پر لے جاتے اور وہاں جا کر ان کا دل بہلاتے۔ یہ بات درست ہے کہ دنیا بھر کے سلاطین وامرأ کے بچے اعلیٰ سے اعلیٰ کھلونوں کے ساتھ کھیلتے ہوں گے ان کی سیر وتفریح اور کھیلنے کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ گاڑیاں بھی بنوائی جاتی ہوں گی مگر آغوشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھیلنے کی راحت وسعادت کا موازنہ دنیا کی کسی چیز سے کیسے کیا جا سکتا ہے۔

OOO

Marfat.com

صحابہ کی حضرت علیؑ سے ملاقات

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ حضرت علیؑ مولائے کائنات سے ملاقات کے لیے تشریف لائے حضرت علیؑ مولائے کائنات نے چند قدم بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ اور تشریف آوری کا مقصد دریافت فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اے علی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جو قدر و منزلت اور عزت و احترام آپ کو حاصل ہے دوسرے کسی کو بھی نہیں ہے میرا گمان ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کو آپ کے لئے روک رکھا ہے۔ آپ کیوں نہیں اپنی درخواست بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرتے؟ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے جب صدیق اکبرؓ کی بات سنی تو آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب آ گیا حضرت علیؑ مولائے کائنات نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! آپ نے یہ گفتگو چھیڑ کر میری تمناؤں اور آرزوؤں کی اس دبی ہوئی آگ کو دوبارہ بھڑکا دیا ہے جس کو میں نے بڑی کوششوں کے ساتھ دبا رکھا تھا اور آپ نے مجھ سے یہ سوال کر کے میرے شوق کو تیز کر دیا ہے پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اصرار پر حضرت علیؑ مولائے کائنات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لے گئے۔

Marfat.com

علیؑ بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

جب علیؑ شیر خدا مشکل کُشا مولائے کائنات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنے قریب بٹھالیا حضرت علیؑ مولائے کائنات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے سر جھکایا ہوا تھا اور نگاہیں زمین پر تھیں۔ اور بیٹھنے کے انداز سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسا کہ کسی بات کا اظہار کرنا ہو مگر شرم وحیا کی وجہ سے اپنی ضرورت کا اظہار کرنے سے قاصر رہ گئے۔ بہر حال سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کی یہ حالت دیکھی تو خود ہی اظہارِ تمنا کا موقع فراہم کرتے ہوئے فرمایا کہ علیؑ ہم جانتے ہیں کہ تم کس ضرورت کے تحت حاضر ہوئے مگر اپنی ضرورت بیان کرنے میں شرم وحیا کی وجہ سے جھجک محسوس کر رہے ہو۔ ہم تمہیں دل کی بات زبان پر لانے کی اجازت دیتے ہیں۔ تمہیں ہمارے سامنے شرمانے کی ضرورت نہیں جو بھی تمہارے دل میں ہو بلا جھجک بیان کرو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح آسمانوں پر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر تمہارا اور فاطمہؑ کا نکاح کر دیا ہے تمہارے یہاں آنے سے پہلے ایک فرشتہ جس کا نام سلطائل ہے آیا اور اس نے یہ خوشخبری سنائی اور کہا کہ حضرت جبرئیلؑ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں وہ اس کی کیفیت اور تمام واقعات عرض کریں گے پھر جبرئیلؑ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ حضرت علیؑ اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؑ کا نکاح جو آسمانوں پر ہوا اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے تو بہشتیوں کو خطاب فرمایا کہ وہ خود کو زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر لیں۔ اور پھر حورانِ بہشتی کو پیغام بھیجا کہ خود کو زیورِ جنت سے اچھی طرح مزین کر لیں اس کے بعد تمام آسمانوں کا ملائکہ کرام کو حکم فرمایا کہ سب چوتھے آسمان پر بیت المعمور کے نزدیک جمع ہو جائیں تو جب یہ سب کچھ ہو گیا تو نور کا وہ ممبر جو ممبر کرامت کے نام سے موسوم ہے اور بیت المعمور کے سامنے رکھا ہوا ہے اس ممبر پر بیٹھ کر حضرت

Marfat.com

علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح زمین پر

حضرت علیؑ مولائے کائنات کا نکاح زمین پر اس طرح ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کو مسجد میں جا کر بطورِ شہادت اس عقد مبارک کو منعقد کرنے کا حکم دیا جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر رہا ہوں۔ اور تم سب لوگوں کو اس پر گواہ بنا رہا ہوں۔

ooo

Marfat.com

شانِ حیدر بزبانِ حیدر

حضرت علیؑ مولائے کائنات ؑ نے اپنی شان اپنی زبان سے خود ارشاد فرمائی ہے۔

میں رازوں کا راز ہوں، میں انوار کا درخت ہوں، میں آسمانوں کا رہنما ہوں۔ میں بادشاہوں کا قائد ہوں۔ میں آسمانوں کا شہباز ہوں، میں لوح کی حفاظت کرنے والا ہوں، میں بیتِ معمور ہوں، میں مخلوق کی اصلاح کرنے والا ہوں، میں حقائق کو قائم کرنے والا ہوں، میں انجیل کا مفسر ہوں، میں اُلفت والوں کی اُلفت ہوں، میں ولی الاولیاء ہوں، میں انبیاء کا وارث ہوں۔ میں زبور کا نغمہ ہوں، میں غفور کا پردہ ہوں، میں محشر کا امام ہوں، میں ساقیٔ کوثر ہوں، میں دین کا بادشاہ ہوں، میں امام المتقین ہوں، میں وارث مختار ہوں۔ میں کمزوروں کا مددگار ہوں، میں اماموں کا باپ ہوں۔ میں دروازہ اکھاڑنے والا ہوں، میں قیمتی جوہر ہوں، میں بابِ مدینہ ہوں، میں ہر مشکلات کا حل کرنے والا ہوں، میں تاریکی کا چراغ ہوں، میں صراطِ مستقیم ہوں، میں

Marfat.com

ھوالکل یابابا

حروف کا راز ہوں، میں بلند پرچم ہوں، میں غیبوں کی کنجی ہوں، میں دلوں کا چراغ ہوں۔ میں نورِ ارواح ہوں، میں مکرر حملہ آور ہونے والا سوار ہوں، میں مددگاروں کی مدد ہوں، میں ننگی تلوار ہوں، میں قرآن جمع کرنے والا ہوں، میں برادرِ رسول ہوں، میں زوجِ بتول ہوں، میں اسلام کا ستون ہوں۔ میں صاحبِ اذن ہوں، میں فلاح پانے والے کا امام ہوں۔ میں سخاوت کرنے والوں کا امام ہوں، میں سیّد العرب ہوں، میں مصیبتوں کو دور کرنے والا ہوں، میں وہ ہوں جسے لافتیٰ کہا گیا ہے۔ میں بنو غالب کا شیر ہوں۔

OOO

Marfat.com

حضرت داؤدؑ، حضرت علیؑ کا نام لیتے

حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ میرے شیخ جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں بیان ہو رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا اور آپ اس سے زرّہ تیار کر لیتے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کہ جب حضرت داؤدؑ ہاتھ میں لوہا لیا کرتے تھے تو حضرت علیؑ مولائے کائنات کا نام لیا کرتے تھے تو اس نام کی طاقت سے لوہا نرم ہو جایا کرتا تھا۔

ooo

Marfat.com

حضرت علیؑ کی نمازِ عصر

جنگِ خیبر سے واپسی پر صہبا کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ میں تھک گیا ہوں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے زانوؤں پر سر رکھ کر لیٹ جایئے چنانچہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کے زانوؤں پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ غور کرو کہ جھولی علیؑ کی ہے اور سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

زمین پر عرشِ اعلیٰ کے نشاں معلوم ہوتے تھے
علیؑ کی گود میں دو جہاں معلوم ہوتے تھے

اور اتفاق ایسا تھا کہ حضرت علیؑ نے ابھی عصر کی نماز پڑھنی تھی، سورج غروب ہوتا جا رہا تھا اور نمازِ عصر کا وقت بھی تنگ سے تنگ ہو رہا تھا مگر وہ مجسمۂ دین وایمان، پیکرِ علم وعرفان اور سراپائے تفسیر وقرآن عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا محو تھا کہ نہ نماز کے قضا ہو جانے کی فکر تھی

Marfat.com

اور نہ ہی ایک اہم فریضہ کے چھوٹ جانے کا غم۔ پس نگاہیں مرتضیٰؑ کی تھیں اور رخ انور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

میری نماز ہے یہی میرا سجود ہے یہی
میری نظر کے سامنے جلوۂ حسنِ یار ہو

مولا علیؑ جانتے ہیں کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ یہ علی المرتضیٰ، رازدارِ سرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بابِ مدینۃ العلم ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ

نمازیں پھر ادا ہوں گر قضا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

کہ نماز قضا ہوگئی تو پھر پڑھ لوں گا مگر خدا جانے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس میری جھولی میں پھر آئے کہ نہ آئے۔ آخر سورج غروب ہوگیا اور حضرت علیؑ کی نماز قضا ہوگئی۔ محض اس لئے فرض خدا ترک کر دیا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند میں خلل واقع نہ ہو اس سے واضح ہوا کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات اپنی عبادتوں سے افضل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ عبادتیں بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ملی ہیں، مگر حضرت علیؑ مولائے کائنات کے عشق کا یہ عالم ہے کہ آپ نے اپنی نماز سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند پر قربان کردی اور دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لذت پاتے رہے۔ یہی وہ نماز ہے جس کا حدیث مبارکہ میں ذکر ہوا ہے کہ ''مومنین کی نماز دیدار ہے'' غور کرو کہ حضرت علیؑ کے سامنے دو مسئلے آگئے ایک نبی کی اطاعت اور ایک خدا کی عبادت، عبادتِ خدا کرتے ہیں اور اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتی ہے

Marfat.com

اور اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے سے عبادت خدا گئی مگر شیر خدا نے عبادت خدا بھی اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی میں سمجھی اور اس اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ انعام ملا کہ ڈوبا ہوا سورج پھر عصر کے وقت لوٹ آیا اور حضرت علیؑ نے عصر کی نماز ادا کر لی۔ سورج غروب نہیں ہوتا بلکہ وہ عرشِ الٰہی کے نیچے سجدے کرتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ڈوب گیا اس قانون قدرت کے مطابق سورج عرش کے نیچے سجدے کر رہا تھا ادھر کملی والے کی انگلی کا اشارہ ہوا تو سورج نے عرض کی کہ مولیٰ تیرے عرش کے سجدے چھوڑ کر کیسے واپس جاؤں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سورج آج میرے عرش کا سجدہ تو قضا ہو سکتا ہے لیکن علی کی نماز قضا نہیں ہو سکتی۔ یہ نبی کا معجزہ بھی ہے اور علیؑ کی کرامت بھی ہے یہ اعجازِ نبوت بھی ہے اور شانِ ولایت بھی ہے۔ یہ مرکزِ نبوت ہے کہ یہ منبعٔ ولایت ہے۔ یہ خدا کا رسول ہے، یہ زوجۂ بتول ہے یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہ مرتضیٰؑ ہے۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے اپنے آقا و مولیٰ کی اطاعت و زیارت کو عبادت سمجھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے چہرۂ اقدس کو دیکھنا عبادت قرار دے دیا۔

ooo

Marfat.com

حضرت علیؑ بستر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

حضرت علیؑ مولائے کائنات ہجرت کی رات اس اشتیاق سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر اقدس پر سو رہے ہیں کہ ابھی کافروں کی چمکتی ہوئی تلواروں کی بارش ہوگی اور ابھی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان قربان کر کے محبت کا حق ادا ہونے والا ہے۔ اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ سے مقابلہ کرنے کا حکم فرمایا ہوتا تو سیفِ حیدری ان کا خون چاٹنے کے لئے مچل رہی ہوتی۔ مگر یہاں تو سو جانے کا حکم فرمایا گیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل و میکائیلؑ سے فرمایا کہ علیؑ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کر رہا ہے۔ جاؤ جا کر ساری رات اس کی حفاظت کرو۔ چنانچہ بحکم پروردگار دونوں فرشتے آئے، حضرت جبرئیلؑ سر کی طرف اور حضرت میکائیلؑ پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے اور حضرت جبرئیلِ امینؑ بلند آواز سے اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے کہتے تھے اے حیدر کرّار آج آپ جیسا کون ہے اللہ تعالیٰ آپ پر فخر کرتا ہے۔ اُدھر غارِ ثور میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یارِ غار

Marfat.com

هوالکل یابابا

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھے ہوئے سو رہے ہیں اور اِدھر حضرت علیؑ مولائے کائنات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہو کر ابدی نیند سو جانے کے تصور میں سرشار ہیں۔ اُدھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سو رہے ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ پہرہ دے رہے ہیں۔ اور ادھر مولائے کائناتؑ سو رہے ہیں اور جبرئیل و میکائیلؑ پہرہ دے رہے ہیں۔

OOO

Marfat.com

حضرت علیؑ کی حضرت عمرؓ سے محبت

حضرت علیؑ مولائے کائنات نے فرمایا کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ حضرت عمرؓ اہل جنت کے چراغ ہیں۔ جب حضرت عمر فاروقؓ کو اس فرمان کی خبر پہنچی تو آپ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت علیؑ مولائے کائنات کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ جب حضرت علیؑ مولائے کائنات تشریف لائے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے علیؑ آپ نے سنا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو چراغ اہلِ جنت فرمایا ہے حضرت علیؑ مولائے کائنات نے فرمایا کہ ہاں میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اے علیؑ یہ حدیث آپ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر مجھے دے دیجئے، حضرت علیؑ مولائے کائنات نے اپنے دستِ مبارک سے بسم اللہ شریف کے بعد لکھا کہ

"یہ وہ بات ہے جس کے ضامن ہوئے علیؑ بن ابی طالب واسطے عمر بن خطاب کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا، ان سے جبرئیلؑ نے، ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ عمرؓ بن خطاب اہلِ جنت کے چراغ ہیں۔''

حضرت علیؑ مولائے کائنات کا لکھا ہوا فرمان حضرت عمر فاروق نے لے لیا اور اپنی اولاد کو نصیحت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو تو بعد غسل و تکفین یہ کاغذ میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ کاغذ حسبِ وصیت آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔

ooo

Marfat.com

چہرۂ علیؑ دیکھنا عبادت ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علیؑ مولائے کائنات کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سوال کیا کہ ابا جان آپ حضرت علیؑ مولائے کائنات کے چہرۂ مبارک کی طرف کثرت سے کیوں دیکھتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ooo

Marfat.com

شیرِ خدا کی شجاعت

جنگِ بدر

امیر المومنین حضرت علیؑ کی شجاعت و بہادری کی شہرت عام ہے آپ کی شجاعت و بہادری کے واقعات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر وہ تفصیل کے ساتھ سب کے سب لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ چند واقعات پیش خدمت ہیں، حضرت علیؑ مولائے کائنات سوائے غزوۂ تبوک کے باقی تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔

جنگِ بدر میں لشکر کفار کے سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر سب سے پہلے میدان میں نکلا اور مقابلے کے لیے للکارا۔ لشکرِ اسلام میں سے حضرت عوف، حضرت معاذ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ان کے مقابلے کو نکلے۔ عتبہ نے نام و نسب پوچھا جب اس کو معلوم ہوا کہ انصار ہیں تو اس نے پکار کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہؓ، حضرت علیؑ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ کو بھیجا۔

Marfat.com

عتبہ نے ان سے بھی نام ونسب پوچھا ان کے بتانے پر کہا کہ ہاں تم ہمارے جوڑ کے ہو۔
عتبہ حضرت حمزہؓ اور ولید حضرت علیؑ کے مقابل ہوا۔ دونوں مارے گئے۔
لیکن عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ کو زخمی کیا۔ حضرت علیؑ نے بڑھ کر شیبہ کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد معرکۂ قتال گرم ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے بہت سے کفار کو قتل کیا۔
حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"کہ بدر کے دن آسمان سے ایک فرشتہ نے جس کو رضوان کہا جاتا ہے۔ پکارا کہ ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں اور علی جیسا کوئی جوان نہیں۔"

جنگِ خیبر

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ پس پھر کیا تھا آرزومندوں کو رات کاٹنا مشکل ہو گئی۔ مجاہدین کی نیندیں اُڑ گئیں ہر ایک کی یہی تمنا و آرزو تھی کہ اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہو۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور ادب و احترام سے دیکھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دستِ رحمت کس خوش نصیب کو سرفراز فرماتا ہے۔ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک لبوں کی جنبش پر ارمان بھری نگاہیں قربان ہو رہی تھیں۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"علیؑ بن ابی طالب کہاں ہیں، عرض کیا گیا اُن کو تکلیف

Marfat.com

ہے،ان کی آنکھوں پر آشوب ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انہیں بلالو! حضرت علیؑ حاضر کیے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کے شفا بخش لعاب کواُن کی آنکھوں میں ڈالا۔اسی وقت ایسا آرام ہوا گویا آپ کو کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔''

اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو جھنڈا عطا کر دیا۔

پس پھر کیا تھا یہ اللہ کا شیر لشکرِ اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوا دل میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور نگاہوں میں جلوۂ یار، نعرۂ تکبیر کی خدائی آواز فضائے آسمانی میں گونجی اور پھر اللہ کے شیر نے خیبر کی پتھریلی زمین پر علم اسلام گاڑ دیا۔

خیبر کے قلعے قموص کا محافظ مرحب یہودی کفر کی دنیا کا ایک مشہور ومعروف اور زور آور پہلوان تھا۔لوہے میں غرق، سر پر دومَن وزنی خود پہنے اور ہاتھوں میں گرز لیے ہوئے مقابلے میں آیا۔اُدھر حضرت علیؑ بھی یہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھے کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؓر کھا ہے پس پھر کیا تھا دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں مرحب نے بڑی چالاکی سے وار کیا علیؑ نے بڑی ہوشیاری سے روکا، اس نے پینترہ بدلا اس نے قدم بڑھایا مرحب نے گرز اٹھائی۔علیؑ نے ہاتھ سے پکڑی جھٹکا دیا اور گرز گر پڑی اور پھر علی کی تلوار ہوا میں لہرائی فضا میں چمکی اور بجلی کی طرح مرحب پر گری وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔اس نے پھر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا، علیؑ نے ڈھال پر روکا ڈھال ٹوٹ گئی۔تو شیر خدا نے اپنی دونوں انگلیاں یعنی نبوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولایت مرتضیٰؑ درۂ خیبر میں گاڑ کر یا علیؑ کا نعرہ لگا کر درۂ خیبر کو اکھاڑ دیا۔پھر اس کو ڈھال بنالیا۔اور پھر شمشیر حیدری اُٹھی اور لپکی۔مرحب نے ڈھال پر لی لیکن تلوار ڈھال کو

Marfat.com

دو ٹکڑے کرتی ہوئی خود تک پہنچی۔ خود کو توڑ کر سر پر آئی اور سر کاٹتی ہوئی جسم تک پہنچی۔ جسم کو چیرتی ہوئی زمین پر گری تو زمین پکار اٹھی کہ یا اللہ مجھے علی کی تلوار سے بچالے۔ اور پھر اللہ کے شیر نے جوش میں آ کر قلعہ کی دیوار کو زور سے پکڑ کر ہلایا۔ اور زلزلہ آ گیا اور درۂ خیبر کو چالیس گز کے فاصلے پر گرایا اس فتح و نصرت پر ایک بار پھر نعرۂ تکبیر گونج اٹھا۔ اور حضرت علیؑ نے سید المرسلین علیہ السلام کا عطا کیا ہوا۔ اسلام کا جھنڈا خیبر کے قلعہ پر گاڑ دیا۔ درۂ خیبر کو چالیس صحابہ نے گھسیٹ کر دوسری طرف ڈالنا چاہا لیکن اسے ہٹا نہ سکے۔ جنگ کے بعد چالیس صحابہ نے دریافت کیا کہ ہم چالیس اس دروازے کو ہٹا نہ سکے اور آپ علیہ السلام نے اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا یہ کیا بات ہے۔ حضرت مولائے کائنات علیہ السلام نے فرمایا کہ ''آج علی علیہ السلام کو حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا اگر جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے کہ علیؑ ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں کو اکھاڑ دو تو علیؑ آج وہ بھی کر دیتے۔

جنگِ خندق

جنگِ خندق کے موقع پر عمرو بن عبدود میدان میں اس طرح نکلا کہ لوہے کی زرہ پہنے ہوئے تھا اور اس نے بلند آواز سے کہا کہ کوئی ہے جو میرے مقابلے میں آئے۔ اس آواز کو سن کر حضرت علیؑ مولائے کائنات کھڑے ہوئے اور مقابلے کے لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ یہ عمرو بن عبدود ہے، دوسری بار عمرو نے پھر آواز دی کہ میرے مقابلے میں کون آتا ہے؟ اور مسلمانوں کو ملامت کرنا شروع کی کہنے لگا تمہاری وہ جنت کہاں ہے جس کا تم دعویٰ کرتے ہو کہ جو بھی تم میں سے مارا جاتا ہے وہ سیدھا اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ میرے مقابلے کے لیے کسی کو کیوں نہیں کھڑا کرتے ہو۔

Marfat.com

دوبارہ پھر حضرت علیؑ مولائے کائنات علیہ السلام نے کھڑے ہو کر جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی مگر آپ نے پھر وہی فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ تیسری بار عمرو نے پھر وہی آواز دی۔ اس بار حضرت علیؑ مولائے کائنات علیہ السلام نے کھڑے ہو کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کے مقابلے کے لیے نکلوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عمرؓ ہے۔ حضرت علی مولائے کائنات علیہ السلام نے عرض کیا چاہے عمرو ہی کیوں نہ ہو۔ اس بار سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی۔ حضرت علیؑ چل کر اس کے پاس پہنچے اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

"اے عمرو! جلدی نہ کر جو عاجز نہیں ہیں وہ تیرے پاس
تیری آواز کا جواب دینے والا سچی نیت اور بصیرت کے ساتھ آ گیا
اور ہر کامیاب ہونے والے کو سچائی ہی نجات دیتی ہے مجھے پوری
اُمید ہے کہ میں تیرے جنازے پر ایسی ضرب وسیع سے نوحہ کرنے
والوں کو قائم کروں گا جس کا ذکر لوگوں میں باقی رہے گا۔"

عمرو نے پوچھا کہ "تم کون ہو؟" آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "میں علی علیہ السلام ہوں۔" اس نے کہا "عبد مناف کے بیٹے ہو؟" آپ علیہ السلام نے فرمایا "میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔" اس نے کہا کہ "اے میرے بھائی کے بیٹے تیرے چچاؤں میں سے ایسے بھی تو ہیں جو عمر میں تجھ سے زیادہ ہیں۔ میں تیرے خون بہانے کو برا سمجھتا ہوں۔" حضرت علیؑ مولائے کائنات نے فرمایا "مگر خدا کی قسم میں تیرا خون بہانے کو قطعاً برا نہیں سمجھتا۔"

یہ سن کر وہ غصے سے تلملا اُٹھا۔ گھوڑے سے اُتر کر آگ کے شعلہ جیسی تلوار

Marfat.com

سونت لی حضرت علیؑ مولائے کائنات کی طرف لپکا اور ایسا زبردست وار کیا کہ آپ نے ڈھال پر روکا تو تلوار اسے پھاڑ کر گھس گئی یہاں تک کہ آپ کے سر پر لگی اور زخمی کر دیا۔ اب شیر خدا نے سنبھل کر اس کے کندھے کی رگ پر ایسی تلوار ماری کہ وہ گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر سنا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے اسے جہنم میں پہنچا دیا۔ شیر خدا کی اس بہادری اور شجاعت کو دیکھ کر میدانِ جنگ کا ایک ایک ذرّہ زبان حال سے پکار اٹھا۔

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لا سیف الاذوالفقار

یعنی حضرت علیؑ بہادروں کے بادشاہ خدا کے شیر اور قوت پروردگار ہیں۔ ان کے سوا کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔ جنگِ خندق میں حضرت علیؑ مولائے کائنات نے جس جوانمردی، جرأت استقلال اور بہادری کا ثبوت دیا اس پر زمین والے ہی نہیں بلکہ آسمان والے بھی قیامت تک تحسین و آفریں کے پھول برساتے رہیں گے۔

فتح مکہ

مکہ جو بتوں کا مسکن تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عمل محبت کے ذریعے بغیر لڑائی اور جنگ کے فتح ہوا اور ''محبت کی جیت ہوئی'' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ میں تشریف آوری ہوئی تو کعبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس جسم کی برکت سے معطر و منور ہو گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ مولائے کائنات کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے جہاں بعض ایسی بلند جگہوں پر بت رکھے ہوئے تھے کہ ہاتھ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات

Marfat.com

نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کندھوں پر پائے اقدس رکھ کران اصنام کو نیچے گرادیجیے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنا پاؤں میرے کندھوں پر رکھ کر چڑھو۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل کی اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو نیچے گرادیا۔ اسی اثناء میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات سے پوچھا کہ اے علیؑ تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام حجابات دور ہوگئے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرا سر عرشِ معلیٰ پر ہے میں جس پر ہاتھ دھرتا ہوں کھینچ لیتا ہوں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہنے اس ساعت کے جس میں تم حق کا کام کررہے ہو اور میں کتنا خوش حال ہوں کہ میرے شانوں پر بارِ حق ہے یعنی نبوت پر ولایت کھڑی ہے۔

○○○

Marfat.com

حضرت علیؑ کے فضائل

حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی تو راستے میں ایک مقام "غدیرخم" کے پاس قیام فرمایا۔ غدیر بڑے تالاب اور خم گاؤں کا نام ہے یہاں سے لوگوں کے جانے کے راستے جدا جدا ہوتے تھے۔ اس مقام پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ **"من کنت مولاہ فعلّی مولاہ"** یعنی میں جس کا مولا علیؑ اس کے مولا۔ اس واقعے کے بعد حضرت علیؑ، عمر فاروقؓ سے ملے تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اے مولا علیؓ آپ صبح وشام خوش رہو اور آپ کو ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کا مولا ہونا مبارک ہو۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ شریف)

حضرت علیؓ مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔" (ترمذی شریف)

Marfat.com

حضرت علیؑ مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کیے اور باب سے آگے علم کے ہزار ہزار باب کھلتے ہیں۔ (الہدایہ والنہایہ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''علی میرے علم بھید کا خزانہ ہے۔''

(السراج المنیر شرح الجامع الصغیر، کنز الاعمال)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔'' (کنز الاعمال)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی کہ حضرت علیؑ مولائے کائنات تشریف لائے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی عرب کا سردار ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! عرب کے سردار تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام جہاں کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ (الصواعق المحرقہ، المستدرک)

حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ نے مجھ کو علی کے تین القاب و خصال وحی فرمائے کہ وہ مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔'' (کنز الاعمال)

ooo

Marfat.com

علیؑ اور قرآن

علیؑ اور قرآن اس قدر وسیع تر اور عظیم عنوان ہیں جس کے لامحدود مضامین کو ہزار ہا صفحات پر پھیلا کر بھی یہی کہنا پڑے گا کہ

"حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

حقیقت یہ ہے کہ نہ قرآن علیؑ سے الگ ہے اور نہ ہی علیؑ قرآن سے الگ ہے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان مقدس ہے:

"علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے
اور یہ کبھی الگ الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کہ دونوں حوض کوثر پر ہم سے
ملاقات کریں گے۔"

قرآن مجید کے رموز و اسرار حضرت علیؑ مولائے کائنات کا قلبِ اطہر ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ پورے کا پورا قرآن علیؑ کی ترجمانی کرتا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حیدر کرار مشکل کشا کے متعلق ارشاد فرمایا کہ علیؑ سے محبت کرو کیونکہ علیؑ

Marfat.com

سے محبت کرنا ہی تمہارے مومن ہونے کی نشانی ہے۔قرآن پڑھنا ہے تو علیؑ سے محبت کرو اس لئے کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ دامانِ علیؑ کو چھوڑ کر تم قرآن سے کیا حاصل کر سکو گے۔ اس حالت میں تو قرآن کی ہر آیت تمہارے لئے حجاب بن جائے گی۔ اگر قرآن پڑھنا ہے تو دامانِ علیؑ سے وابستہ ہو کر پڑھو کیونکہ حضرت علیؑ مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ مجھ سے قرآن مجید کے بارے میں سوال کرو میں ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں۔ کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں۔ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر اور مزید فرمایا کہ قرآن مجید خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

''لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔''

اس حدیث کی موجودگی میں آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن صرف انہی لوگوں کے حلق سے اتر سکے گا جن کے قلوب محبت علی سے سرشار ہوں گے کیونکہ علی قرآن کی تفسیر ہے، علیؑ قرآن کا مفہوم ہے، علی قرآن کی روح ہے، علیؑ قرآن کی جان ہے، علیؑ قرآن کا دل ہے۔ اور علی قرآن کا نور ہے۔ قرآن کو دیکھنا عبادت ہے اور علیؑ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ قرآن کی آیات کی تلاوت کرنا عبادت ہے اور علیؑ کے چہرے کی تلاوت کرنا بھی عبادت ہے۔

ooo

Marfat.com

حضرت علیؑ کی شہادت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات سے فرمایا کہ جب تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی تو تم کیسے صبر کرو گے؟ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب ہونے والی بات میرے لیے ثابت ہو چکی ہے تو صبر کا مقام نہیں بلکہ وہ تو خوشی اور بزرگی کا مقام ہے۔ جس رات آپ شہید ہوئے اس رات آپ بار بار مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر کر کے فرماتے واللہ یہ تو وہی وعدے کی رات ہے۔ جب سحری کے وقت بیدار ہوئے اور سحری کی اور روزہ رکھا پھر مؤذن نے اذان کہہ دی آپ گھر سے نکلے اور لوگوں کو نماز کے لئے آواز دیتے ہوئے مسجد میں تشریف لے آئے۔ مسجد میں ابن ملجم چھپا ہوا تھا اور جب آپ مشغول بہ نماز ہوئے تو ابن ملجم نے زور سے آپ کو تلوار ماری کہ آپ کا چہرۂ مبارک کنپٹی تک کٹتا ہوا چلا گیا پھر حضرت علیؑ مولائے کائنات نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

Marfat.com

حقیقتِ حضرت بی بی فاطمہؑ
خاتونِ جنت

Marfat.com

Marfat.com

آپ کی تشریف آوری

جمادیٰ الثانی کی ۲۰ تاریخ اور نبوت کا پہلا سال ہے تاجدارِ کون و مکاں قبلہ گاہِ قدسیاں شہنشاہِ انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں شہزادیٔ کون ومکاں سیّدہ فاطمۃ الزہرؑا کی تشریف آوری ہونے والی ہے۔ کائنات ارضی کا ذرہ ذرہ کیف وسرور میں ڈوبا ہوا ہے۔ ملائکہ نے احترام سے نگاہیں جھکا رکھی ہیں۔ حوریں ملکۂ فردوسِ بریں کے استقبال کے لیے سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے حجرۂ منورہ کے اندر باہر صفیں باندھے کھڑی ہیں۔ جب سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کی تشریف آوری کا وقت آیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بیگماتِ قریش کو بلا لائے تاکہ وہ میرے ساتھ تعاون کریں جیسا کہ عورتوں کو اس حال میں ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ان عورتوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم یتیم ابوطالب کی زوجیت قبول کر کے ہمارے نزدیک گنہگار ہو چکی ہو۔ تم نے تونگری سے درویشی کو بہتر سمجھ رکھا ہے اس لیے ہم نہیں آئیں گی اور تمہارے ساتھ تعاون نہیں کریں گی۔ قریشی عورتوں کا یہ سلوک حیرانی

Marfat.com

کی بات نہیں کیونکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح مبارک کیا تھا تو ان کی دولت دنیاوی طور پر مسلسل کم ہوتی گئی آپ کا تمام مال چونکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں تھا اس حق بحق دار رسید کے تحت یہ دولت غریبوں، مسکینوں، ناداروں، محتاجوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم ہوتی گئی۔ مکے کی عورتیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے آگے پیچھے اس لیے پھرتی تھیں کہ وہ شہر کی بہت بڑی رئیسہ تھی۔ اب اُن کی دولت میں کمی دیکھی تو سب نے منہ پھیر لیا۔ بہرحال حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے قریشی عورتوں کا پیغام سنا تو پریشان ہوگئیں پھر غیرتِ الٰہیہ کو جوش آ گیا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے لیے چار دائیاں بھیج دیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اچانک نظر اٹھی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے چار دراز قامت گندم گوں بیبیاں تشریف فرما ہیں اور پھر انہوں نے بنی ہاشم ہی کی عورتوں کی طرح آپ کو مخاطب کیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا ملکہ عالم، ہم آپ کی خادمائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت پر مامور کیا ہے، میں سارہ والدہ اسحٰق پیغمبر ہوں، یہ مریم بنت عمران والدۂ عیسیٰ پیغمبر ہیں، یہ جناب کلثوم خواہرِ موسیٰ پیغمبر ہیں۔ اور یہ جناب آسیہ زنِ فرعون ہیں، پھر ان میں سے ایک دائیں طرف دوسری بائیں طرف ایک سامنے اور ایک پشت مبارک کی جانب بیٹھ گئیں۔ تو شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدہ کی گود میں تشریف لے آئیں تو آپ کے چہرۂ اقدس کے نور سے زمین منوّر ہوگئی۔ کیوں نہ ہو سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ٹکڑا فرمایا ہے۔ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا حجرۂ مبارک بھی جنت کی خوشبوؤں میں بسا ہوا ہے۔ کیوں نہ ہو، جنت کی کلی شگفتہ ہو چکی ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ فرماتی ہیں کہ میری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کا نور اقدس جب میرے بطن میں تھا تو میں

Marfat.com

ہر روز جنت کی خوشبو سونگھا کرتی تھی اور یہ خوشبوئے فردوس بریں مجھے پورے نو ماہ تک آتی رہی اور پھر وہ جنت کی کلی زہرؑا میری آغوش میں آ گئی یہی وجہ تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مقدس بیٹی کے سر اقدس کو سونگھا کرتے اور فرماتے کہ ہمیں آپ سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کا لقب زہرؑا ہے۔ زہرؑا کلی کو کہتے ہیں اور آپ جنت کی کلی ہیں۔

OOO

Marfat.com

حوروں کی آمد

بہر حال شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہو چکی ہے۔ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ کی چاروں قابل صد احترام دائیاں آپ کی جبینِ اقدس کو بوسے دے رہی تھیں، کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کی دس حوروں کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ جنت کی حوریں ہاتھوں میں نور کے زرّیں طشت اور سروں پر کوثر کے مٹکے اٹھائے ہوئے ملکہ فردوس حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حضور میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے قدم بوسی کرتی ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو مبارک باد پیش کر کے آپ کی گود سے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو اُٹھا لیتی ہیں۔ ہر حور آپ کو طشتِ نور میں بٹھا کر آبِ کوثر سے غسل دیتی ہے پھر جنت کی چھوٹی سی عبا پہنا کر خوشبوؤں میں بسا ہوا رومال آپ کے سر اقدس پر باندھ دیتی ہیں۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی گود میں دے دیتی ہیں اور پھر اجازت طلب کر کے واپس چلی جاتی ہیں۔

ooo

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد

چند ہی لمحے گزرے تھے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے حضرت خدیجتہ الکبریٰؓ نے مسکراتے ہوئے سیدہ فاطمتہ الزہراؑ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں دے دیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صاحبزادی کو ہاتھوں پر اٹھایا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ عجیب منظر ہے کہ نورِ مجسم کی گود میں نور کا ٹکڑا جلوہ افروز ہے یوں معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آفتاب نے ماہتاب کو ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے۔ دونوں عالم کی شخصیت نے دونوں جہان کی عورتوں کی سردار کو آغوش میں لے رکھا ہے۔ سیّد العالمین کی گود میں سیدۃ النساء العالمین مسکرا رہی ہیں۔ باپ نے بیٹی کے چہرے پر بیٹی نے باپ کے رخ انور پر نگاہیں جما رکھی ہیں۔ باپ بیٹی کے لبوں پر مسکراہٹ کھل رہی ہے دونوں عالم میں مسرت ہی مسرت ہے کیف ہی کیف ہے سرور ہی سرور ہے۔ اور نور ہی نور ہے۔

ooo

Marfat.com

سیّدہ کا بچپن

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کے بچپن کے متعلق حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ فرماتی ہیں۔ کہ مجھے کسی بچے کی پرورش میں اس قدر سرور و لطف حاصل نہیں ہوا جس قدر سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کی پرورش میں ہوا۔ کیوں نہ ہو آپ کو تمام جہان کی عورتوں کی سردار بن کر سیدۃ النساء العالمین کا خطاب لینا تھا۔

ooo

سیّدہ کا نکاح

جب سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کی عمر شریف تقریباً ساڑھے پندرہ برس کی ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نکاح حضرت علی مولائے کائنات سے نہایت سادگی کے ساتھ کر دیا۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات کی عمر اس وقت چوبیس سال کی تھی۔

ooo

Marfat.com

سیّدہ کی رُخصتی

نکاح کے تھوڑے عرصے بعد ہی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت اُم ایمن تشریف لائیں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک کام کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امی جان کیا حکم ہے جناب اُمِ ایمنؓ نے احترام وادب کے ساتھ عرض کیا کہ میں علی کا پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں وہ آپ سے عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتے لہٰذا انہوں نے میرے ذمے لگایا ہے کہ آپ کی خدمت میں سیدہ فاطمتہ الزہرا کی رُخصتی کے متعلق عرض کروں اور میں اپنی طرف سے بھی التجا کرتی ہوں کہ آپ علیؑ کی درخواست قبول فرمائیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت بھرے لہجے میں فرمایا کہ آپ کا حکم سرآنکھوں پر آپ آج ہی علی کو ساتھ لے کر تشریف لے آئیں پھر جناب اُمِ ایمنؓ خوشی خوشی واپس چلی گئیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین سے فرمایا کہ آج فاطمہؑ کو علیؑ کے گھر بھیج دیا جائے

Marfat.com

گا۔ مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمتہ الزہراؑ کی رخصتی ہوئی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات اور مہاجرین وانصار کی عورتوں کو فرمایا کہ ہماری صاحبزادی کا دل بہلانے اور ان کے اعزاز کے لئے ساتھ ساتھ تکبیر کہتی ہوئی چلیں اور پھر خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ساتھ تشریف لے جارہے ہیں۔ عجیب کیف کا منظر ہے کہ تمام انبیاء کے سردار تمام عورتوں کی سردار کی ڈولی کے ساتھ ساتھ جارہے ہیں۔ راستے میں حضرت جبرئیلؑ کی آواز سنی تو دیکھا کہ ایک طرف حضرت جبرئیلؑ بمعہ ستر ہزار ملائکہ کے تکبیر پڑھتے ہوئے جارہے ہیں اور دوسری طرف حضرت میکائیلؑ بمعہ ستر ہزار ملائکہ کے صدائیں اللہ اکبر بلند کررہے ہیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا جبرئیلؑ کیسے آئے ہو؟ عرض کیا آقا! آپ کی صاحبزادی کی ڈولی حضرت علیؑ مولائے کائنات کے گھر پہنچانے کے لئے۔ بہرحال اس شان وعظمت کے ساتھ سیدہ فاطمتہ الزہراؑ والد بزرگوار کے گھر سے شوہر نامدار کے گھر تشریف لے آتی ہیں۔ شیر خدا کا گھر ایک کچا سا مکان تھا جس میں مینڈھے کی کھال کے جائے نماز پر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تکیہ رکھا ہوا ہے۔ لکڑی کے ستون کے ساتھ ایک مشکیزہ اور ایک رومال لٹک رہا ہے۔ ایک کونے میں مٹی کے گھڑے پر پیالہ رکھا ہوا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے آیا ہوا سامان سلیقہ سے رکھ دیا گیا۔ ایک کونے میں سیدہ فاطمتہ الزہراؑ کھجور کی ایک چٹائی بچھا کر سمٹ کر بیٹھ گئیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے پھر بیٹی کے سر پر پیار دیا اور چٹائی پر بیٹھ گئے۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مؤدبانہ کھڑے تھے آپ نے اُن کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور پھر آپ نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کو دائیں طرف اور سیدہ فاطمتہ الزہراؑ کو بائیں طرف بٹھایا، پھر آپ

Marfat.com

ھوالکل یابابا

نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بیٹی میں نے آپ کا نکاح دنیا کے سب سے بہتر شخص کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کا شوہر میرے تمام خاندان سے بہترین شخص ہے۔ آپ کا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے۔ میری پیاری بیٹی خدا نے دو شخصوں کو مخصوص فرمایا ہے۔ ایک آپ کے والد اور ایک آپ کے شوہر کو، لہٰذا اپنے شوہر کی فرمانبرداری میں فرق نہ آنے دینا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علیؑ آپ کو مبارک ہو کہ آپ رسول کی بیٹی اور دنیا کی بہترین عورت کے شوہر ہو۔ علیؑ! فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے اس کے ساتھ محبت والفت سے پیش آنا اور اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔

ooo

Marfat.com

شادی کی قمیص

صبح ہوئی تو سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کے دروازے پر ایک سائل نے صدا دی کہ اہلِ بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کپڑے کا سوال ہے۔ بنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اسے کون سا کپڑا عطا کیا جائے اور پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یاد آ گیا۔ "یعنی تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک خدا کی راہ میں اپنی سب سے پیاری چیز خرچ نہ کرو۔" یہ آیت یاد آئی تو بنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جہیز میں ملنے والی جو اعلیٰ قسم کی قمیض تھی سائل کو عطا فرما دی۔ سبحان اللہ یہ ہے بنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام دنیا کی کونسی عورت ہے جو اپنی جہیز میں ملنے والی سب سے اچھی چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دے دے جبکہ بنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علیؑ مولائے کائنات کے گھر میں آئے ہوئے ابھی پہلا ہی دن تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کے اس بے مثال ایثار اور جذبہ سخاوت کا بدلہ خداوند کریم نے جو عطا فرمایا وہ بھی بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم فرمایا کہ جنت کے کپڑوں کا اعلیٰ قسم کا جوڑا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کی خدمت میں تحفہ پیش کرو۔

Marfat.com

منافق کی پیشکش

ایک دفعہ ایک منافق نے حضرت علیؑ مولائے کائنات کو مشورہ دیا کہ اے علیؑ آپ تو علم وفضل اور عرب کے شجاع ترین انسان ہیں۔ بنت رسول سے نکاح کر کے آپؑ کو کیا حاصل ہوا ہے اس کو چھوڑ دیں اور میری لڑکی سے شادی کر لیں میں شام ہونے سے پہلے پہلے اپنے گھر سے لے کر تمہارے گھر تک سامانِ جہیز سے لدی ہوئی اونٹوں کی قطار کھڑی کر دوں گا۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے فرمایا کہ ہمیں خدا کی رضا کی ضرورت ہے دنیاوی مال کی نہیں۔ اور نہ ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں۔ منافق نے جب یہ سنا تو خاموش ہو گیا پھر حضرت علیؑ مولائے کائنات نے یہ صدا سنی کہ علیؑ سر اُوپر اُٹھا کر قدرتِ خداوندی کا نظارہ کرو۔ اور مشاہدہ کرو کہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جہیز کیا ہے۔ اور ان کی قدر و منزلت کیا ہے۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے سرِ اقدس اوپر اٹھا کر دیکھا کہ عرش وفرش کے درمیان جنت کی اونٹنیوں کی قطاروں کی قطاریں مشک وعنبر اور جواہرات سے لدی کھڑی ہیں اور ہر ناقہ کے ساتھ ایک کنیز اور ایک غلام موجود ہے۔ اور ندا آئی کہ یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جہیز ہے۔

Marfat.com

حضرت سلیمانؑ کی بیٹی

ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں بے شمار سامان دیا اور اپنے داماد کے لیے ایک قیمتی تاج بنوایا کہ اس میں سات سو قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے اور انہوں نے جو نعلین دی اس میں سات قیمتی لعل لگائے گئے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قصہ سن کر حضرت علیؑ مولائے کائنات گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کے گوش وگزار کر دیا۔ سیدہ فاطمہؓ نے یہ قصہ سنا تو دل میں خیال آ گیا کہ ممکن ہے جناب علی المرتضیٰؑ نے اس وجہ سے یہ بات گھر میں دہرائی ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو اس قدر قیمتی جہیز اور داماد کو جواہر نگار تاج دیا تھا اور آپ کے والد نے جہیز میں اس قدر مختصر سامان دیا ہے۔ رات کو مولائے کائنات حضرت علیؑ نے خواب میں دیکھا کہ جنت الفردوس میں بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ الزہرؑا جواہر نگار تخت پر تشریف فرما ہیں جنت کی حوریں احترام وادب دست بستہ

Marfat.com

آپ کے سامنے کھڑی ہیں۔ان میں ایک لڑکی جس کا حسن و جمال اور شان وشوکت حوروں کے حسن و جمال پر غالب ہے اور اس کی نگاہیں سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کی جانب اس شوق سے بار بار اُٹھ رہی ہیں کہ آپ اس کی طرف ایک بار نگاہِ التفات اُٹھا کر دیکھ ہی لیں۔حضرت علیؑ مولائے کائنات نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرؑا سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے۔تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں خداتعالیٰ نے اسے میری خدمت کرنے پر مامور فرمایا ہے۔

000

Marfat.com

سیّدہ یہودنوں کی شادی میں

ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ کے یہود کی چند عورتیں حاضر ہوئیں اور دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استدعا کی کہ ہمارے گھر میں شادی ہے جس میں ہم نے کافی مہمانوں کو بلایا ہے اس لئے ہماری خواہش ہے کہ آپ کی بیٹی بھی ہماری اس محفل میں ضرور شرکت کرے، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا اور وعدہ کرلیا کہ ہم اپنی بیٹی کو وقت مقررہ پر تمہارے گھر بھیج دیں گے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمۃ الزہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا بیٹی تمہیں یہودنوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا نے والد محترم کا حکم بسر و چشم قبول کرلیا۔ یہودی عورتوں نے بنت رسول کو اپنی شادی کی تقریب میں اس لیے مدعو کیا تھا کہ ہم ان کا مذاق اُڑائیں گی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا کے لباس انور میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے ہیں۔ جب وہ پیوند لگا ہوا سادہ لباس پہن کر آئیں گی تو

Marfat.com

ہم ان کا مذاق اڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے رسول کی بیٹی ہے ادھر جناب سیدہ فاطمتہ الزہرا کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہودی عورتیں میرا مذاق ہی نہ اُڑائیں۔

بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت جبرئیل جنت الفردوس سے ایک نہایت ہی خوبصورت جوڑا لے کر دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیٹی کے لئے بھیجا ہے تا کہ وہ یہودیوں کی شادی میں شرکت کے وقت اسے پہن لیں چنانچہ جب تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زہرا بتول وہ جنت کا لباس پہن کر اس شادی میں شریک ہوئیں تو یہودنوں کے رنگ اُڑ گئے۔ وہ انتہائی قیمتی و زرق برق لباسوں میں ملبوس اس گمان میں بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہی تھیں کہ وہ آئیں گی تو ہم ان کے لباس پر یوں تنقید و تبصرہ کریں گی مگر اب تو ان کی آرزوؤں پر پانی پھر گیا تھا۔ تاہم انہوں نے آپ کو نہایت عزت و وقار اور احترام کے ساتھ اپنے درمیان بٹھا لیا۔

جناب سیدہ نے اس جوڑے کو سنوارتے ہوئے ایک کنارہ ذرا سا اوپر اٹھایا تو اس سے نور کی شعاعیں نکل کر فضا میں منعکس ہونے لگیں۔ یہودنوں نے ان انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا تو اور بھی مرعوب ہو گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر سب یہودن عورتوں نے کلمہ پڑھا اور ان کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے۔

○○○

Marfat.com

انوارِ زہراؑ

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوا تو آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ آپ کا دایاں رخسارِ مبارک آفتاب کی شعاعوں پر اور بایاں مہتاب کی تابانیوں پر غالب تھا اور اسی طرح سے جناب حواؑ کو بے پناہ حسن و جمال سے نواز رکھا تھا۔ جنت میں بیٹھے ہوئے ایک دفعہ حضرت آدمؑ نے حضرت حواؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ہم دونوں سے زیادہ حسین کوئی دوسری شخصیت نہیں ہے۔ک حضرت آدمؑ یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو یہ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر فردوسِ اعلیٰ میں لے جاؤ جب جبرئیلؑ نے ان دونوں کو اپنے ساتھ لیا اور ایک یاقوت سرخ کے محل کا دروازہ کھول دیا محل کے اندر زمرد کے پایوں والا ایک سنہری تخت بچھا ہوا تھا اور اس پر ایک لڑکی تشریف فرما تھی۔ اس کے سرِ اقدس پر جواہر نگار سونے کا تاج رکھا ہوا تھا اور جسم انور سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں۔حضرت آدم علیہ السلام نے جب اس پیکر نور کو دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں

Marfat.com

عرض کیا کہ الٰہی یہ لڑکی کون ہے؟ ارشاد ہوا، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت آدمؑ نے جب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی زیارت کی تو اپنے حسن و جمال کی یکتائی کا خیال دل سے نکال دیا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی شان وشوکت کا احاطہ ناممکن ہی نہیں امر محال ہے۔ اسی لئے کہ ولایت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں، امامت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں، شجاعت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں، ہدایت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں، سخاوت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں۔ رحمت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں۔ راحت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں، جنت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں، نبوت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں اور رسالت ہے تو فاطمہؑ کے گھر میں۔

ooo

Marfat.com

حسنؑ و حسینؑ کی تختیاں

ایک دفعہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ نے تختیوں پر خط لکھے اور ہر ایک کہتا تھا کہ میرا خط اچھا ہے دونوں شہزادے اپنے اپنے خط کا فیصلہ کرانے کے لئے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نانا جان کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ نانا جان فیصلہ کردو کہ کس کا خط سب سے اچھا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے میرے جگر گوشو علیؑ کے پاس جاؤ تختیاں لے کر فرزندوں نے نانا جان کا یہ حکم سنا تو ابا جان علیؑ المرتضیٰؑ کے پاس تختیاں لے کر تشریف لائے اور کہا کہ ابا حضور ہمارے خط کا فیصلہ آپ ہی کر دیں کہ کس کا خط اچھا ہے۔ جنابِ شیرِ خدا نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو تمہارے خط کا فیصلہ میں بھی نہیں کر سکتا اگر فیصلہ کروانا ہے تو اپنی ماں حضرت فاطمہؑ خاتون جنت کے پاس جاؤ اس لیے کہ تمہاری ماں شہر علم کے سلطان کی بیٹی ہیں۔ یہ سن کر دونوں شہزادے تختیاں اٹھائے اور ہنستے ہنستے ماں کے پاس آئے خاتون جنت نے اپنے لختِ جگروں کو سینے سے لگایا اور پھر فرمایا آج میرے شہزادے

Marfat.com

میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ شہزادوں نے دست بستہ عرض کی اماں جان ہم آپ سے یہ فیصلہ کروانے آئے ہیں کہ ہم میں سے خط کس کا اچھا ہے۔ حضرت زہراؑ نے فرمایا کہ بیٹو میں ابھی تمہارا فیصلہ کیے دیتی ہوں۔ شہزادوں نے عرض کی اماں جان وہ فیصلہ جو نانا مصطفیٰؐ نے نہیں کیا اور وہ فیصلہ جو باپ شیرِ خدا نے بھی نہیں کیا آپ وہ فیصلہ کس طرح کر سکیں گی۔ تو سیدہ نے فرمایا کہ میرے پاس سات موتی ہیں میں ان کو اوپر سے پھینک دیتی ہوں پس جس کی تختی پر چار موتی گر پڑیں گے اس کا خط اچھا ہوگا۔ دونوں شہزادوں نے فیصلے کا یہ طریقہ منظور کر لیا اور پھر حضرت زہراؑ نے موتی اوپر اُچھال دیئے تو سات موتیوں میں سے تین تین ہر ایک تختی پر گرے تو دونوں شہزادے ساتویں موتی کو بڑی بیتابی سے دیکھتے ہیں کہ یہ کس کی تختی پر گرتا ہے۔ مگر وہ ساتواں موتی ٹھہرا رہا اللہ کی قدرت سے۔ اسی نے فیصلہ کرنا تھا شہزادوں کے خط کا۔ اور پھر خدا کی طرف سے جبریلؑ کو یہ پیغام آیا کہ کر دے اس کے دو ٹکڑے کہ کسی کے مرتبے میں فرق نہ آئے۔

ooo

Marfat.com

سیّدہ کی حقیقت

سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی حقیقت یہ ہے کہ عظمت کی مالک ہیں تو زہراؑ بتول، رفعت کی مالک ہیں تو زہراؑ بتول، عصمت کی مالک ہیں تو زہراؑ بتول، رحمت کی وارث ہیں تو زہراؑ بتول، جنت کی مالک ہیں تو زہراؑ بتول، عفت کی مالک ہیں تو زہراؑ بتول وہ اس لیے کہ عظمت فاطمہؑ کی لونڈی، رفعت فاطمہ کی کنیز، عصمت فاطمہؑ کا گہنا، عفت فاطمہؑ کا زیور، رحمت رحمتِ فاطمہؑ پہ صدقے اور جنت فاطمہؑ کی جاگیر، شہزادئ کون و مکاں ہیں تو فاطمہؑ، عصمت کا درنہاں ہیں تو فاطمہؑ، عفت کا گنج گراں ہیں تو فاطمہؑ، کرم کا بحر بیکراں ہیں تو فاطمہؑ، نبی کی روح رواں ہیں تو فاطمہؑ، عظمتوں کا آسماں ہیں تو فاطمہؑ، رفعتوں کا ارفع نشاں ہیں تو فاطمہؑ، شہیدوں کی مادرِ مہرباں ہیں تو فاطمہؑ، پیکرِ شرم وحیا ہیں تو فاطمہؑ، علیؑ کے گھر کی ضیاء ہیں تو فاطمہؑ، مخزن لطف وعطا ہیں تو فاطمہؑ۔ مرکزِ مہر ووفا ہیں تو فاطمہؑ۔ محور صدق وصفا ہیں تو فاطمہؑ، مصدر جود وسخا ہیں تو فاطمہؑ، فقر کی ابتدا وانتہا ہیں تو فاطمہؑ، سراپائے صبر ورضا ہیں تو فاطمہؑ، صورت شمس الضحیٰ ہیں تو فاطمہؑ، سیرتِ بدر الدجیٰ

Marfat.com

ھوالکل یابابا

ہیں تو فاطمہؑ، نقشہ خیرالوریٰ ہیں تو فاطمہؑ، عزتِ مرتضیٰ ہیں تو فاطمہؑ، راحتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو فاطمہؑ، صدیقہ ہیں تو فاطمہؑ، مکرمہ ہیں تو فاطمہؑ، معلّمہ ہیں تو فاطمہؑ، معظّمہ ہیں تو فاطمہؑ، مخدومہ ہیں تو فاطمہؑ، معصومہ ہیں تو فاطمہؑ، منورہ ہیں تو فاطمہؑ، مطہرہ ہیں تو فاطمہؑ، رحیمہ ہیں تو فاطمہؑ، کریمہ ہیں تو فاطمہؑ، مقدسہ ہیں تو فاطمہؑ، شہزادیٔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو فاطمہؑ، مخدومہ ثقلین ہیں تو فاطمہؑ، عظمتِ دارین ہیں تو فاطمہؑ، مادرِ حسنین کریمین ہیں تو فاطمہؑ، فقر وسلطانی کا مرکز ہیں تو فاطمہؑ، اولیاء فاطمہؑ کے اولیائی فاطمہؑ، مرتضےٰ فاطمہؑ کا مرتضائی فاطمہؑ کی، مصطفےٰ فاطمہؑ کا مصطفائی فاطمہؑ کی، خدا فاطمہؑ کا خدائی فاطمہؑ کی، چمنستانِ نبوت کی کلی ہیں تو فاطمہؑ، راحت خانہ علیؑ ہیں تو فاطمہؑ، گلستانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھول ہیں تو فاطمہؑ، شمع آستانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو فاطمہؑ، طاہرہ وبتولؑ ہیں تو فاطمہؑ اور دین کی اصل اصول ہیں تو فاطمہؑ۔

ooo

Marfat.com

سیّدہ کا وصال

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرؓا نے اپنے شوہر حضرت علیؑ مولائے کائنات سے ارشاد فرمایا کہ اے سرتاج من میں نے کل ایک نہایت ہی حسین وجمیل خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے دل کا قرار میرے ابا حضور میرے سرہانے اس انداز سے تشریف فرما ہیں جیسے کسی کے منتظر ہوں آپ کے رخ انور کی زیارت کی تو میں بے ساختہ فریاد کرنے لگی میں نے عرض کی ابا حضور آپ کہاں ہیں، میں آپ کے فراق میں تڑپ رہی ہوں میری فریاد سن کر ابا حضور نے فرمایا فاطمہؓ بیٹی میں اس جگہ ہوں اور تمہارا منتظر ہوں۔ اور تم جلد ہم سے ملاقات کرنے والی ہو۔ جب میں نے ابا حضور سے یہ فرمانِ مبارک سنا تو میرے دل کو سکون اور روح کو قرار آ گیا میں نے عرض کیا ابا جان میں تو پہلے ہی دیدار کو ترس رہی ہوں حضرت حیدر کرار نے سیدہ فاطمۃ الزہرؓا کی یہ گفتگو سنی تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب موجزن ہوگیا۔ اور حسرت ناک نگاہوں سے شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے جا رہے تھے۔ حضرت علیؑ

Marfat.com

مولائے کائنات نے فرمایا کہ اے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو آپ کی درد بھری گفتگو سننے کی مجھ میں طاقت ہے اور نہ آپ کا یہ حال دیکھنے کی مجھ میں تاب ہے۔ جناب زہراؑ نے فرمایا کہ یا علیؑ اب تو آپ کو شربت فراق کا جام پینا پڑے گا۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کا سرِ انور زانوں پر رکھ لیا جناب سیدہ نے نگاہِ مبارک اٹھا کر دیکھا تو حضرت علیؑ مولائے کائنات کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ شہزادیٔ کونین نے شوہر نامدار کو روتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ میرے سرتاج یہ لمحات وصیت کے ہیں حضرت علیؑ مولائے کائنات نے کپڑے سے آنسو خشک کرتے ہوئے فرمایا سیدہ وصیت فرمائیے۔ میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں۔ شہزادیٔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو مجھے معاف فرما دیجئے۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات نے روتے ہوئے فرمایا کہ شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی طرف سے نا تو مجھے کوئی تکلیف پہنچی ہے اور نا ہی میرے دل میں آپ کی طرف سے ذرّہ بھر ملال ہے۔ اتنے میں شہزادگان حیدر رو رو کر فریاد کر رہے تھے۔ کہ اے والد محترم اے باب مدینتہ العلم ہمیں اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تا کہ ہم اپنی والدہ کا آخری دیدار کر لیں۔ حضرت علیؑ مولائے کائنات بے قرار ہو کر اُٹھے اور دروازہ کھول کر شہزادوں کو اندر لے آئے دونوں شہزادوں کو آغوش رحمت میں لے کر پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہاری والدہ وصال فرمانے والی ہیں۔ شہزادوں نے عرض کیا اے والد محترم اے باب مدینتہ العلم جب ہم نانا حضور کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے تو وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ فاطمتہ الزہراؑ کے یتیم آ گئے۔ پھر ہمیں نانا جان کے روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ اے شہزادگان حیدر واپس جاؤ اور اپنی امی جان کا آخری دیدار کر لو وہ ہمارے پاس آنے

Marfat.com

والی ہیں۔ پھر شہزادگان حیدر نے اپنی والدہ محترمہ سے عرض کی کہ ہمیں بانہوں میں لے لیں۔ جب شہزادوں کی محبت بھری عرض سنی تو آپ نے بانہیں پھیلا دیں پھر آپ نے اپنی صاحبزادیوں سیدہ زینبؓ اور سیدہ اُمِ کلثومؓ کو طلب فرمایا اور اپنے شہزادوں کے سپرد فرمادیا۔ پھر ان سب کو حضرت علیؑ مولائے کائنات کے سپرد کردیا۔ پھر آپ نے جناب حسنین کریمینؑ اور حضرت علیؑ مولائے کائنات کو فرمایا کہ آپ تینوں دوبارہ میرے والدگرامی کے روضۂ اقدس پر حاضری دے آئیں ان کے جانے کے بعد آپ نے ام المومنین حضرت اُمِ سلمیٰؓ کو بلا کر فرمایا کہ امی جان آپ میرے لیے پانی کا انتظام فرمائیں تاکہ میں غسل کرلوں۔ اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پانی کا انتظام کیا تو سیدہ فاطمۃ الزہراؑ نے اس احسن طریقے سے غسل فرمایا کہ میں نے آج تک کسی کو ایسا غسل کرتے نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے پاک صاف لباس لانے کا ارشاد فرمایا تو وہ پیش کردیا گیا۔ پھر آپ اپنا دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ بعدازاں آپ نے حضرت اسما بنتِ عمیسؓ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب میرے ابا جان بستر علالت پر تھے اس وقت ایک روز جبرائیلؑ جنت سے کافور لائے تھے۔ اس خوشبوئے فردوس کے تین حصے محفوظ کردیئے تھے جن میں سے ایک حصہ میرے لیے ہے وہ مجھے لادیں اور ایک حصہ حضرت علیؑ مولائے کائنات کے لیے ہے اسے محفوظ کر کے سنبھال لیں۔ چنانچہ وہ کافور آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اس کا حنوط تیار کرنے کا ارشاد فرمایا بعدازاں بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملکہ ملکِ عظمت وتقدیس، رشکِ مریم وغیرت بلقیس، سیدۃ النساء العالمین طیبہ وطاہرہ، مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہراؑ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو ارشاد فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے باہر چلی جائیں تاکہ میں بارگاہِ قدوس میں اپنی مناجات پیش کرسکوں، حسبِ حکم

Marfat.com

ھوالکل یابابا

جناب زہرا حضرت اسماء باہر تشریف لے آئیں، چند لمحے گزرنے کے بعد آپ کے دل میں کچھ خیال آیا اور دروازے کے قریب آ گئیں، حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جب میں نے دروازے سے کان لگائے تو میں نے سنا کہ شہزادیٔ رسول سیدہ فاطمۃ الزہرا بارگاہ قدوس میں رو رو کر یہ دعا مانگ رہی تھیں۔ بارِالٰہ میرے والد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے سے اور میرے والد کے اس شوق کے صدقے سے جو انہیں میری ملاقات کا ہے۔ یا اللہ حضرت علیؑ مولائے کائنات کے اس دردِ دل اور آہ وزاری کے صدقے سے جو انہیں میرے فراق میں درپیش ہے۔ یا اللہ میرے حسنؑ وحسینؑ کے سوز والم اور غم میں ڈوبے ہوئے چہروں کے صدقے سے، اے میرے اللہ میری یتیم ہونے والی معصوم بچیوں کے روتے تڑپتے اور فریاد وفغاں کے صدقے سے میرے والدِ محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے گنہگاروں پر رحم فرما۔ یا اللہ میرے والد کی اُمت کے عاصیوں سے درگزر فرما۔ جناب اسماء فرماتی ہیں کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا کی اس فریاد ومناجات نے مجھے تڑپا کر رکھ دیا اور میری آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر موجزن ہو گیا۔ میں نے بے قرار ہو کر دروازہ کھولا اور جناب سیدہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔ جناب سیدہ نے آہٹ سن کر چشمانِ مبارک اوپر اٹھائیں اور مجھے فرمایا اے اسماء کیا میں نے تمہیں بلا اجازت اندر آنے سے منع نہیں کیا تھا؟ جاؤ اب پھر باہر چلی جاؤ اور مجھے علیحدہ رہنے دو اور میرا انتظار کرو میں خود چند گھڑیوں کے بعد بلا لوں گی۔ ورنہ سمجھ لینا کہ میں بارگاہِ حقیقی میں پہنچ چکی ہوں۔ اور اپنے ابا جان کی خدمت اقدس میں جا چکی ہوں۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا کے حکم کے مطابق کچھ دیر انتظار کیا اور پھر میں نے دروازے پر آہستہ سے آواز دی یا بنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مگر اندر سے کوئی جواب

Marfat.com

نہ آیا۔ میں نے دوبارہ آواز دی یا بنت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر پھر بھی کوئی جواب نہ آیا، پھر مجھ میں تاب انتظار نہ رہی تو میں اندر چلی گئی اور آپ کے رُخِ انور سے ردائے اقدس کا آنچل ہٹا کر دیکھا تو شہزادیٔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ابا حضور کے دربار میں پہنچ چکی تھیں۔

دنیا کی حور، تقدس کی ملکہ، عفت کی رانی، عصمت کی شہزادی، سلطانۂ فقر، بانوئے حیدرؓ، مادرِ حسنینؓ، زینب وکلثومؓ کی امی، بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخدومہ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بسترِ استراحت پر سر اقدس کے نیچے دایاں ہاتھ رکھے قبلہ کی طرف رُخِ انور کیے ہوئے یوں معلوم ہوتی تھیں جیسے آپ بہت میٹھی نیند سو رہی ہوں۔

○○○

Marfat.com

دو شہزادے

Marfat.com

Marfat.com

نبی کے نور العین علیؑ کے دل کا چین اور فاطمہؑ کے پیارے حسنؑ وحسینؑ ایک کا لباس سبز اور دوسرے کا سرخ، ایک نے زہر کا پیالہ پیا اور دوسرے نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ایک نے زہر پی کر شکرِ خدا کیا دوسرے نے نیزے پر چڑھ کر قرآن پڑھا۔ ایک نے اپنی ظاہری خلافت دے کر اسلام کو فتنہ وفساد سے بچایا دوسرے نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام کی آبرو بچائی۔

دونوں شہزادے مکمل شبیہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ کا جب دل چاہتا تو دونوں شہزادوں کو کھڑا کر کے نظارۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر لیتے۔

حضرت اُسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی کام کے لیے حاضر ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ چادر میں کوئی چیز لپیٹے ہوئے تھے جسے میں نہیں

Marfat.com

ھوالکل یابابا

جانتا کہ وہ کیا چیز تھی اور پھر جب میں اپنے کام سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چادر میں کیا لپیٹا ہوا ہے پس آپ نے چادر اٹھائی تو اندر سے حسن وحسین نکلے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا یہ میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے اللہ میں اِن دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو اِن سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حسنؑ وحسینؑ کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا۔ اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حسنؑ وحسینؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں نا محبت رکھوں جبکہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو حسنؑ وحسینؑ آئے اور جب آپ سجدے میں گئے تو وہ دونوں آپ کی پشت پر سوار ہوگئے لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے حسنؑ وحسینؑ کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا کہ اے شہزادو تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے؟ تو

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ سوار بھی تو بہت اچھے ہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

''حسن وحسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان ارشادات سے واضح ہوا کہ حسنین کریمینؑ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند، آپ کے پھول، آپ کے محبوب اور جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ حسنین کریمینؑ کی محبت ہر مسلمان پر واجب، سرمایۂ ایمان اور ذریعہ نجات ہے، کیونکہ حسنین کریمینؑ کی محبت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں جب شہر مدائن فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں چادر بچھا کر مالِ غنیمت جمع کیا۔ سب سے پہلے امام حسنؑ تشریف لائے اور فرمایا اے امیر المومنین ہمارا حق جو مقرر کیا ہے ہمیں عطا کرو۔ حضرت عمرؓ نے ایک ہزار درہم نظر کیے۔ ان کے جانے کے فوراً بعد حضرت امام حسینؑ تشریف لائے ان کو بھی ہزار درہم دیئے۔ پھر ان کے جانے کے فوراً بعد آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ تشریف لائے تو آپ نے ان کو پانچ سو درہم دیئے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ یا امیر المومنین میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہدِ مبارک میں جوان تھا اور آپ کے حضور جہاد کرتا تھا۔ اور حسنینؑ اس وقت بچے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار اور مجھے پانچ سو درہم دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا پہلے حسنینؑ جیسا نانا رسولِ خدا، حسنین جیسا باپ علی المرتضیٰؑ اور حسنینؑ جیسی ماں سیدہ فاطمۃ الزہراؑ خاتون جنت تو لے آ یہ سن کر حضرت عبداللہ خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ اقدس پر کسی سائل نے صدا دے دی۔ شہنشاہِ عالم بھوکا ہوں کچھ عطا فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرۂ عائشہ صدیقہؓ میں تشریف فرما تھے پورے گھر میں نگاہ دوڑائی مگر کوئی چیز بھی ایسی نظر نہ آئی جو سائل کو عطا فرمائی جائے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل کو فرمایا کہ دوست اس وقت محمد عربی کے گھر میں روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں جو تمہیں عطا فرما دیا جاتا۔ بہرحال تمہیں دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مایوس نہیں جانا پڑے گا۔ ہم تمہیں ایسی جگہ بھیج دیتے ہیں جہاں سے ضرور تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے دروازے پر بھیج دیا سائل نے دروازۂ زہراؓ پر صدا دی یا اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکا ہوں اور روٹی کا سوال ہے۔ اس کی دردبھری صدا سن کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا دل ہل گیا گھر میں دو روز کا فاقہ بھی ہے اور کوئی چیز ایسی بھی نہیں کہ جو سائل کو عطا فرمائی جائے صرف بکری کی کھال کا ایک نہایت خوبصورت جائے نماز ہے جس پر شہزادگانِ بتول سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ سوئے ہوئے ہیں آپ نے آہستہ سے ایک شہزادے کو اُٹھایا اور زمین پر لٹا دیا پھر دوسرے شہزادے کو اٹھایا اور بھائی کے پہلو میں لٹا دیا اور شہزادوں کا وہ بستر جھاڑ کر سائل کے حوالے کر دیا اور فرمایا بابا اس وقت کچھ اور بھی ہوتا تو بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو عطا کر کے اور زیادہ خوش ہوتی۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے عطا ہونے والے خزانوں کی تقسیم اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے سپرد فرما رکھی ہے۔ بغیر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے دروازے کا سائل بنے اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹائے کبھی کسی کو کوئی چیز دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اپنے والد گرامی کے خزانوں کی مختار ہیں۔

Marfat.com

حقیقتِ حضرت امام حسنؑ

Marfat.com

Marfat.com

ریاض بتول کا پہلا پھول

ہجرت کا تیسرا سال اور رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ ہے امام الانبیاء سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ نبوی شریف کے صحن میں تشریف فرما ہیں جبرئیل امین نے حاضر ہوکر سلام عرض کیا اور جنت کے ریشمی کپڑے کا ٹکڑا جس پر ایک نام لکھا ہوا تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا جبرئیلؑ یہ کس کا نام ہے عرض کیا سیدہ فاطمۃ الزہرؑا کی گود میں آنے والے شہزادے کا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو مبارک ہو حضرت جبرئیلؑ واپس چلے گئے۔ تو آپ کو بیٹی کے گھر سے جناب حسن علیہ السلام کی تشریف آوری کا پیغام آ گیا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بشارت سُنی تو آپ کے چہرۂ اقدس پر مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آپ انتہائی خوشی کے عالم میں اپنی صاحبزادی کے گھر میں تشریف لائے، شہزادیٔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں شہزادۂ حیدر کرار یوں جلوہ افروز تھے جیسے آفتاب نے چاند کو آغوش میں لے رکھا تھا۔ زہرؑا بتول کا حجرۂ بقعہ نور بنا ہوا ہے

Marfat.com

نور کے تین سمندر بیک وقت موجزن ہیں۔ مرکز نور کے ٹکڑے کا ٹکڑا ماں کی گود میں لیٹا ہوا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو مبارک دے کر شہزادۂ بتول کو گود میں اٹھالیا۔ نور نور کی گود میں آ گیا، ستارہ چاند کی آغوش میں آ گیا، آفتاب نے مہتاب کو جھولی میں لے لیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نواسہ کے چہرہ کو دیکھتے جا رہے ہیں بالکل آپ کا اپنا ہی نقشہ تھا۔ وُہی چہرہ اقدس والضحیٰ، وہی واللیل کی سیاہی میں لپٹی ہوئی زلفیں، تاجدارِ انبیاء کی والدہ مکرمہ حضرت سیدہ آمنہ جناب سیدنا حسن مجتبےٰ علیہ السلام کو اس وقت دیکھ لیتیں تو آپ کو امام الانبیاء کی تشریف آوری یاد آ جاتی کیوں نہ ہو ایک ہی تو نور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کے بیٹے کو سینے سے لگایا ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت فرمائی۔ اور اپنی زبان مبارک شہزادۂ بتول کے منہ میں دے دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسہ کا نام حسنؓ رکھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے گھر میں خوشیوں کا جہاں آباد ہو گیا ہے۔ جناب حیدر کرار بھی بیٹے کے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں۔ امام الانبیاء بھی حسبِ معمول روزانہ بیٹی کے گھر تشریف لاتے ہیں ننھے شہزادے کو گود میں لے کر پیار کرتے ہیں۔

ooo

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امام حسنؑ سے محبت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسنؑ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں دیکھا کہ وہ اپنی انگلیاں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک میں ڈالتے تھے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی زبانِ مبارک ان کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔

ooo

صدیق اکبرؓ کی نظر میں تعظیمِ امام حسنؑ

ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ منبر شریف پر جلوہ افروز ہوکر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت امام حسنؑ جو ابھی کم عمر تھے تشریف لائے اور فرمایا کہ اُترو میرے نانا کے منبر سے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ آپؑ نے سچ کہا کہ خدا کی قسم بلاشبہ یہ آپؑ کے نانا کا منبر ہے۔ پھر آپ نے اُن کو پیار سے اُٹھا کر گود میں بٹھالیا اور رو پڑے۔

ooo

Marfat.com

عمر فاروقؓ کی نظر میں تعظیم امام حسنؑ

ایک مرتبہ حضرت امام حسن حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں ان کے دروازے پر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ دروازے پر کھڑے ہوئے حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ اور اتفاق سے اُن کو حاضر ہونے کی اجازت نہ ملی حضرت امام حسن یہ خیال کر کے کہ جب انہوں نے اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کب دیں گے؟ پھر واپس چلے گئے۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسنؑ اس خیال سے واپس چلے گئے ہیں تو آپ فوراً اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے آپ کے تشریف لانے کی اطلاع نہ تھی حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ میں اس خیال سے واپس آ گیا کہ جب آپؓ نے اپنے بیٹے کو اجازت نہیں دی تو مجھے کب دیں گے؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ آپ میرے بیٹے سے زیادہ اجازت کے مستحق ہیں اور یہ بال جو میرے سر پر ہیں کس نے اُگائے صرف آپؑ نے۔ آپؑ کی بدولت راہِ راست پائی اور آپؑ کی برکت سے اس مرتبے کو پہنچے۔ آپؑ جب تشریف لایا کریں تو بغیر اجازت آ جایا کریں۔

Marfat.com

امام حسنؑ کا صبر

ایک حکایت میں ہے کہ حضرت امام حسنؓ کوفہ میں اپنے مکان کی دہلیز پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آپؓ کے پاس آیا اور آپؓ کو اور آپ کے ماں باپ کو گالیاں بکنے لگا۔ آپؓ اُٹھے اور فرمایا اے اعرابی! تجھے بھوک لگی ہے یا پیاس یا کوئی اور مصیبت تجھے لاحق ہے مجھے بتا تاکہ میں تیری امداد کروں حالانکہ وہ دیہاتی مسلسل آپ کو اور آپ کے والدین کو ایسا ویسا کہے جا رہا تھا۔ حضرت حسن نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ درہموں کی ایک تھیلی لا کر اس کو دے دو۔ غلام نے حکم کی تعمیل کی تو حضرت حسنؓ نے فرمایا اے اعرابی! معاف کرنا۔ میرے گھر میں اس کے علاوہ کچھ موجود نہ تھا۔ ورنہ میں تمہیں دینے سے دریغ نہ کرتا۔ جب اس دیہاتی نے آپؓ کی یہ بات سنی بے اختیار پکار اُٹھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؓ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ اور میں تو آپ کے صبر کا امتحان لے رہا تھا۔

ooo

Marfat.com

خلافتِ ظاہر و باطن کی حقیقت

جب سیدنا امام حسنؑ نے خلافت ظاہری حضرت امیر معاویہ کو دے دی اور خلافتِ باطنی جس سے مراد ولایت ہے اور وہ علم ہے جو حضور سیدنا امام حسنؑ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا مولائے کائنات حضرت علیؑ سے حاصل کیا تھا۔ وہ علم لدنی تھا وہ آپ کے پاس رہا اور اس کی نقل وتحویل ہوتی رہی اور اولیاء اللہ کی ہر جماعت کو ملتا رہا اور جس جماعت کے پاس یہ علم رہا عالم کا نظام اس کے سپرد رہا۔ اور اسی جماعت میں امام وقت ہوتا رہا۔

حدیث شریف میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جس شخص نے امام وقت کو نہ پہچانا اور وہ مر گیا تو وہ جہالت کی موت مرا۔ حضرت امام حسنؑ نے خلافت ظاہر و باطن کو مندرجہ بالا قاعدے سے تقسیم فرما دیا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت امام حسنؑ کی ذات جامع کمالاتِ ظاہری و باطنی و حکمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیے ہوئے ہے۔ حضرت امام حسنؑ کا ہر فعل بڑی حکمت سے لبریز ہے۔ حضرت امام حسنؑ کی حکمت عالم پر آشکارا ہوگئی اور حضرت امام حسنؑ کے تصرفات دائمی ہیں کیونکہ وہ سراپا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

Marfat.com

شہادتِ امام حسنؑ

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت امام حسنؑ کوزہر دیا گیا اور آپ کی شہادت کا سبب بھی یہی زہر تھا۔لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ زہر دینے میں حضرت امیر معاویہ کا ہاتھ تھا یا ان کی کوئی سازش تھی۔اور نہ ہی یہ درست ہے کہ زہر آپ کی بیوی حضرت جعدہ بنتِ اشعث نے دیا جیسا کہ ہمارے بعض مؤرخین نے یہاں دھوکا کھایا ہے اور نہ ہی یہ قابلِ قبول ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ یزید کے جھانسے میں آ گئیں اور یزید نے اس کو یہ لالچ دیا کہ تم سے نکاح کرلوں گا جیسا کہ ہمارے بعض مؤرخوں نے ایک من گھڑت افسانہ گاڑ لیا ہے اس لیے کہ اس کی نقل تو کہیں بھی نہیں ہے۔اور عشق بھی تسلیم نہیں کرتا کہ سرتاج الاولیاء جگرِ گوشۂ بتول اور نواسۂ رسول حضرت امام حسن کی بیوی کسی کے بہکانے پر بہک جائیں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ قرآن وحدیث کے مقابلے میں تاریخی واقعات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور قرآن مجید کا فیصلہ یہ ہے کہ

"جس نے مسلمان کو قصداً قتل کیا اس کی سزا دائمی جہنم ہے۔"

Marfat.com

ایک عام مسلمان کو قتل کرنے کی سزا دائمی جہنم ہے تو پھر اس کا قتل جو نواسۂ رسول بھی ہوں اور نورِ نگاہ مرتضیٰ بھی تو پھر ایسے بے نظیر مسلمان کے قاتل کی سزا کا ٹھکانہ کیا ہوسکتا ہے۔ اور دوسرے طرف سید المرسلینؐ نے فرمایا ہے کہ جس کا جسم حضرت حسنؓ کے جسم سے مس کر گیا اس پر جہنم کی آگ حرام ہے تو حضرت جعدہ حضرت امام حسنؓ کی زوجہ تھیں۔ اس لئے ان کا جسم حضرت حسنؓ کے جسم اطہر سے ضرور مس ہوا ہے تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حضرت جعدہ پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ اور قرآن پاک کا فیصلہ یہ ہے کہ قتل مومن کی سزا دائمی جہنم ہے تو اگر مؤرخوں کے فرضی افسانے کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو فرمانِ مصطفیٰ علیہ السلام پر حرف آتا ہے۔ بات یہ ہے کہ تاریخ دانوں کے پاس اس کی کوئی صحیح سند نہیں ہے اور انھوں نے بغیر کسی معتبر حوالے کے حضرت جعدہ پر زہر دینے کا الزام لگا دیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کو بھی اس سازش میں شریک کر لیا ہے۔

تو جب مؤرخین کے پاس اس کی کوئی سند نہیں ہے تو پھر تاریخ دانوں کی اپنی ذاتی رائے کے مقابلہ میں قرآن و حدیث کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے اور پھر مؤرخین کی اس زیادتی کا جواب یہ ہے کہ جب حضرت حسنؓ کا مزاج زیادہ بگڑ گیا تو حضرت امامِ حسینؓ نے پوچھا کہ اے برادرِ مکرم مجھے بتا دو کہ زہر کس نے دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں بتا دوں تو کیا تم اسے قتل کر دو گے۔ حضرت حسینؓ نے عرض کی۔ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا تو پھر جس پر میرا گمان ہے اگر وہی ہے تو میں اس کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں وہی اس سے بدلہ لے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بے قصور مبتلائے مصیبت ہو۔ اے شہزادۂ کونین! اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور العین اور اے برادرِ حسنؓ! آپ کی خاک پر قربان اور آپ کی پردہ پوشی پر نثار! اور اے عدل و انصاف

Marfat.com

کے بادشاہ آپ کے عدل و انصاف پر سلام کہ زہر کے اثر سے دِل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو ہو کر نکل رہے ہیں۔ آنتیں کٹ کٹ کر باہر آ رہی ہیں اور زندگی کا چراغ بجھنے کو ہے مگر آپ نے اُس کا نام نہیں بتایا جس پر کہ آپ کو شک تھا۔ تو جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور جب انھوں نے اپنے قاتل کا نام نہیں بتایا تو پھر تیرہ سو سال کے بعد کسی کو کیا حق ہے کہ وہ حضرت جعدہ کا تعین کرے اس حقیقت کے پیشِ نظر اب میں حضرت جعدہ پر الزام لگانے والے مؤرخین اور دوسرے مصنّفین سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے اس تاریخی افسانے کی بناء پر اگر حضرت جعدہ واقعی اس فعل مذموم کی ذمہ دار ہیں تو کیا حضرت امام حسینؓ یا امامین کے صاحبزادوں کو جعدہ کی زہر خورانی کا کوئی ثبوت ملا اور اگر ملا تو کیا انہوں نے اس پر کوئی شرعی حد لگائی یا قصاص کا مطالبہ کیا یا کوئی اور سزا دی اور اگر ان میں کوئی چیز بھی ثابت ہے تو پیش کرو نہیں تو اپنی کتابوں سے جعدہ کا نام مٹا دو۔

الغرض زہر کے اثر سے آپ کو اسہالِ کبدی لاحق ہو گیا اور جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ ایک روایت کے مطابق جگر کے ستر ٹکڑے گرے بے تابی بے قراری بڑھتی گئی اور طبیعت بگڑتی گئی۔ پیشانی پر آثارِ حزن و ملال پیدا ہونے لگے تو حضرت حسینؓ نے پوچھا۔ بھائی جان! آپ اتنے بے قرار کیوں ہیں تو فرمایا کہ اس وقت میری آنکھوں کے سامنے میدانِ کربلا کا ہولناک منظر ہے اور تمہارے جسم پر تیروں کی بارش ہوتی دیکھ رہا ہوں۔ علی اکبرؓ کے بدن کے ٹکڑے ہوا میں اُڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ علی اصغرؓ کے حلق پر تیر پیوست ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ اور بہن زینب کے خیمے جلتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

پھر حضرت امام حسنؑ نے فرمایا اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ وہ دیکھو نانا

Marfat.com

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ باپ شیر خداؑ اور ماں حضرت زہراؑ مجھے بلا رہے ہیں اور دیکھو یہ میرا لختِ جگر قاسم ہے اس کا ہاتھ تھام لو اسے اپنے پاس رکھنا اور سنو ایک دن میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عرض کی تھی کہ مجھے روضۂ اطہر میں دفن ہونے کی اجازت مل جائے تو انہوں نے خوشی سے منظور کر لیا تھا تو جس وقت میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے۔ تو نانا جان کے روضۂ اقدس پر لے جانا اور جناب صدیقہؓ سے پھر اجازت لے لینا۔ اگر وہ راضی ہو جائیں تو نانا پاک کے روضہ میں دفن کرنا اور اگر کسی فتنہ وفساد کا خطرہ ہو تو پھر تکرار نہ کرنا اور مجھے جنت البقیع میں اماں جان کے پہلو میں ہی دفن کر دینا۔

سبطِ پیغمبرؑ یہ وصیتیں کر ہی رہے تھے کہ شدید درد کا دورہ پڑا اور ساتھ ہی قے شروع ہو گئی، طشت لایا گیا تو قے میں جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر نکلے۔ پھر آپ کی طبیعت بگڑ گئی اور پھر شہزادۂ کونینؑ کا طائر روح آشیانہ قدس کی طرف پرواز کر گیا۔

اور پھر تجہیز وتکفین کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت طلب کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ان کے نانا پاک کا حجرہ ہے اس میں میری اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے یہاں دفن ہونے کا سوا اور کس کو حق ہو سکتا ہے۔ مگر مروان نے فساد کرنا چاہا اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھی بھی ہتھیار بند ہو گئے۔ لیکن حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کو بھائی حسنؑ کی وصیت یاد دلائی۔ تو آپ خاموش ہو گئے اور پھر حضرت امام حسنؑ کو جنت البقیع میں خاتونِ جنت کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

ooo

Marfat.com

حقیقتِ حضرت امام حسینؑ

Marfat.com

Marfat.com

ریاض بتول کا دوسرا پھول

چار ہجری شعبان المعظم کی پانچویں تاریخ کو جانِ پنجتن سید الشہدا حضرت سید امام حسینؑ کی تشریف آوری کا دن ہے۔ گلشنِ زہراؑ میں دوسرا پھول کھلنے والا ہے۔ جناب اُمِ فضل زوجۂ عباس سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر سلام عرض کرتی ہیں آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ چچی جان کیسے آئی ہو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑا پریشان کُن خواب دیکھا ہے فرمایا بیان تو کیجیے عرض کیا حضور شدید پریشان کُن ہے فرمایا بیان تو کیجیے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسمِ اقدس کو کاٹ کر ایک ٹکڑا علیحدہ کیا گیا اور وہ کٹا ہوا ٹکڑا میری جھولی میں آگیا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کہ چچی جان آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے میری بیٹی فاطمہؑ کے گھر بیٹا ہوگا جناب اُمِ فضل نے خواب کی تعبیر سُنی تو مطمئن ہوگئیں اور پھر یہ مملکت شہادت کا تاجدار، بحرِ رسالت کا تاجدار، ملکِ ولایت کا سلطان ذی وقار، سلطنت روحانیت کا شہریار، نوجوانان گلشنِ فردوس کا سردار،

Marfat.com

دنیائے معرفت کا مالک ومختار، رونق ریاض بتول، گل گلشنِ رسول، نواسۂ سیّدالثقلین، زہراؑ کا نورعین، حیدر کے دل کا چین، سیدنا اِمام حسین والدۂ مکرمہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی آغوش راحت میں تشریف لے آئے۔ خوشیوں اور مسرتوں کا جہاں آباد ہو گیا، کیف وسرور اور انوار کی بارش ہونے لگی۔ حوریں فردوس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بچے کا نام کیا رکھا ہے۔ شیرِ خدا نے عرض کی کہ آقا اس کا نام تو اس کے نانا ہی رکھیں گے ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہی تھے کہ جبریلِ امینؑ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بچے کی تشریف آوری کی مبارک باد قبول فرمایئے۔ اور پھر خدا فرماتا ہے کہ اس بچے کا نام حسین رکھا جائے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسینؑ کے کانوں میں اذان کہی اور ساتھ ہی فرمایا بیٹا حسینؑ یہ تیرے نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے آنکھ کھولی اور نانا پاک کی طرف دیکھا اور نگاہ سے نگاہ ملی اور نظر سے نظر ملی تو حضرت امام حسینؑ نے اپنی زبان ترجمان سے فرمایا کہ نانا جان اگر آواز آپ کی ہے تو کان حسینؑ کے ہیں۔ پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کو ساتویں روز فرمایا کہ ان کے سر کے بال اُترواکر ان کے ساتھ چاندی وزن کر کے صدقہ کردی جائے اور پھر بکری ذبح کر کے عقیقہ بھی فرمادیا جائے۔

OOO

Marfat.com

ابو ہریرہؓ کی نظر میں تعظیم امام حسینؑ

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت امام حسینؑ کے دونوں پاؤں سے اپنے کپڑے کے کنارے پر خاک جھاڑی۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ کیا کرتے ہو؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ حضور مجھے معاف رکھیے! واللہ جتنے آپ کے مراتب میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔

ooo

Marfat.com

ابنِ عباسؓ کی نظر میں تعظیمِ امام حسینؑ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت امام حسینؑ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ عمر میں ان سے بڑے ہیں اور ان کی رکاب پکڑے ہوئے ہیں؟ فرمایا امام حسینؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں تو کیا ان کی رکاب پکڑنا میرے لیے سعادت نہیں ہے؟

ooo

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امام حسینؑ سے محبت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسینؑ کے منہ کے لعاب کو اس طرح چوستے تھے جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

ooo

Marfat.com

امام حسینؑ پر ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان

ایک روز سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں زانو پر حضرت امام حسینؑ اور بائیں زانو پر حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بٹھایا ہوا تھا، کہ جبرئیلؑ آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ نعمتیں جمع کرنی آپ کے پاس منظور نہیں جون سی چاہیں اختیار فرمائیں، فرمایا وصال سے کسی کو انکار نہیں، ابراہیم کے وصال ہونے کا تو فقط مجھ پر صدمہ گزرے گا اور حسینؑ کے وصال ہونے سے مجھ پر اور فاطمہؑ پر بھی صدمہ ہوگا تو مجھ کو فاطمہؑ کے صدمہ سے اپنا صدمہ گوارہ ہے۔ تین ہی دن کے بعد صاحبزادے ابراہیم کا وصال ہوگیا۔ پھر جب آپ حضرت امام حسینؑ کو پیار فرماتے تو فرماتے۔

''اے حسین تجھ پر قربان کیا میں نے اپنا ایک بیٹا''

○○○

Marfat.com

امام حسینؑ کی گمشدگی

سیدنا امام حسنؑ اور سیدنا امام حسینؑ کے بچپن مبارک کا زمانہ ہے آپ دونوں بھائی یا تو گھر میں اکٹھے ہی کھیلا کرتے تھے یا اپنے نانا جان کے ساتھ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جایا کرتے تھے ساتھ ہوتے اور اگر گلی میں بھی کھیلنے کا اتفاق ہوتا تو اکٹھے ہی کھیلا کرتے۔ ایک روز جبکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیر خدا حضرت علیؑ مولائے کائنات جہاد پر تشریف لے گئے تھے۔ جناب امام حسینؑ کھیلتے کھیلتے کھجوروں کے درخت دیکھتے دیکھتے دوسرے محلے میں پہنچ گئے وہاں صالح نام کے ایک یہودی کا مکان تھا اس نے آپ کو اُٹھا لیا اور اپنے گھر میں لے جا کر چھپا دیا۔ اِدھر چند لمحوں کے بعد تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؑ نے اپنے صاحبزادے کو گھر میں نہ پایا تو بہت پریشان ہوئیں۔ ایک طرف اپنے پردہ کا احساس ہے دوسری طرف جگر گوشہ کی جدائی نے سینے میں آگ لگائی ہوئی ہے۔ آپ اسی اضطراب و پریشانی کے عالم میں بار بار دروازے پر آتی ہیں پھر واپس چلی جاتی ہیں۔ آپ لختِ جگر کی

Marfat.com

محبت میں باہر کے دروازہ تک بہتر (۷۲) بار آ کر واپس ہوئیں۔اس شدید پریشانی اور اضطراب کے عالم میں بھی شہزادیٔ رسول نے اپنے پردے کی ردا کو داغدار نہ ہونے دیا اور گھر کے اندر ہی شہزادے کی جدائی میں تڑپتی رہیں۔اور پھر آپ نے اسی پریشانی میں جناب حسن کو فرمایا بیٹے اپنے بھائی کو تلاش کرو میرا دل ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ جناب حسن کی عمر بھی چھوٹی ہی تھی مگر بھائی کی محبت نے آپ کو بھی بے قرار رکھا تھا۔ آپ اتنے عرصہ میں کئی بار گھر کے قریب اِدھر اُدھر کی گلیوں میں جا کر دیکھ آئے تھے۔ اب والدہ مکرمہ کا حکم سنا تو آپ نخلستانوں کی طرف نکل گئے اور صدا پر صدا دینے لگے یا حسینؑ تم کہاں ہو، اے ابنِ علیؑ تم کہاں ہو، اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تم کہاں ہو، میرے بھائی آواز دو تم کہاں ہو، تمہاری جدائی میں تمہارے بھائی حسن کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ بھائی حسینؑ آپ کدھر چلے گئے۔ آپ کے فراق میں امی جان بہت پریشان ہیں۔ آپ اسی طرح آوازوں پر آوازیں دے رہے ہیں کہ نخلستانوں سے ایک ہرن نکلا وہ قریب سے گزرنے لگا تو فاطمہؑ کے لال نے اس سے سوال کر دیا۔ اے ہرن تو نے میرے بھائی حسینؑ کو تو نہیں دیکھا۔ ہرن اگرچہ بے زبان تھا مگر فاطمہؑ کے لال کا سوال تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اسے زبان عطا فرما دی تو اس نے نہایت ادب سے عرض کیا! یعنی اے ابنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں صالح بن رفعۃ یہودی پکڑ کر لے گیا ہے۔ اور اس نے اپنے گھر میں چھپایا ہوا ہے۔ جناب حسنؑ مجتبیٰ اس چھوٹی عمر میں بھی پورے عزم و وقار کے ساتھ صالح یہودی کے گھر پہنچ گئے اور جا کر اس کو آواز دی وہ باہر آیا تو آپ نے فرمایا۔ میرے بھائی حسینؑ کو واپس کر دو۔ ورنہ یاد رکھو یہودی مر جائیں گے میری امی بے حد پریشان ہیں۔ اور اگر انہوں نے بددعا کر دی تو روئے زمین پر کوئی

Marfat.com

یہودی نہیں رہے گا۔ اور اگر میرے باپ کو پتہ چل گیا تو تم سب کو قتل کر دے گا۔ ننھے سے شہزادۂ بتول کا یہ جرأت مندانہ انداز دیکھا تو صالح کا دل کانپ گیا جانتا تو تھا ہی کہ کون ہے پوچھا تمہاری امی جان کون ہیں۔ فصیح عرب کے نواسے جنابِ حسن مجتبٰیؑ نے نہایت فصاحت و بلاغت سے جواب دیا میری امی جان کے متعلق تم نہیں جانتے؟ صالح یہودی نے یہ فصیح و بلیغ تعارف سنا تو دل کی حالت بدلنے لگی۔ ذوق لینے کے لیے کہنے لگا صاحبزادے مجھے آپ کی والدہ گرامیہ کے متعلق تو پتہ یاد آ گیا اپنے والد گرامی کا بھی تعارف یاد کرا دیں۔ آپ نے فرمایا، کیا تم میرے والد کو بھی نہیں جانتے۔ سنو۔ اسی طرح آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فصیح و بلیغ تعارف پیش کیا تو صالح یہودی دل دے بیٹھا نواسۂ رسول کے اندازِ گفتگو نے اس کے دل کی دنیا بدل دی۔ آنکھوں میں نمی آ گئی دوڑتا ہوا اندر گیا اور امام حسینؑ کو گود میں اُٹھا لایا۔ بھائی نے بھائی کو دیکھا تو ایک دوسرے کے گلے سے چمٹ گئے اور پھر وہاں سے اُچھلتے کودتے گھر واپس آ گئے، جناب سیّدہ فاطمۃ الزہراؑ نے اپنے دِل کے چین کو بھائی کے ساتھ آتے دیکھا تو والہانہ آگے بڑھ کر گود میں اُٹھا لیا پھر فوراً ہی نفلوں کی نیت باندھ کر سجدۂ شکر ادا فرمایا جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد سے تشریف لائے تو صالح آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا اور اپنے گناہ کی رو رو کر معافی مانگنے لگا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا سخت صدمہ تھا کہ اُن کی لختِ جگر کو اس شخص نے پریشانی میں مبتلا کیا ہے تاہم آپ کے جذبۂ رحمت اللعالمین نے اس کو معاف فرما دیا اور پھر آپ نے جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کے پاس رو رو کر صالح کی معافی مانگنے کا ذکر کر کے ان سے بھی معافی لے دی۔

ooo

Marfat.com

شہادتِ حسینؑ کی خبر

حضرت اُم سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے اس نواسے حضرت امام حسینؑ کی شہادت گاہ کربلا ہے۔ اور اس کی مٹی مَیں آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم سلمیٰ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اُم سلمیٰ آج میرے پاس جبریلِ امینؑ تشریف لائے اور میرے اس نواسے حسینؑ کی شہادت گاہ کی خبر دی اور وہاں کی مٹی بھی مجھے پیش کی میں یہ مٹی تم کو دے رہا ہوں۔ جب اس مٹی کا رنگ سرخ ہوجائے گا تو سمجھ لینا، امام حسینؑ شہید ہوگئے۔ حضرت اُم سلمیٰؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں اس وقت موجود ہوں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بالکل موجود ہوگی اسی لیے میں نے تمہیں یہ مٹی دی ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسینؑ کے نازک سے گلے کو

Marfat.com

چوم رہے تھے تو جبریلِ امینؑ نے آبدیدہ ہو کر عرض کی اے محبوبِ خدا آپ جس گلے کو بڑی محبت سے چوم رہے تھے اس گلے پر خنجر چلے گا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلِ امینؑ مجھے معلوم ہے کہ اس گلے پر خنجر چلے گا اسی لئے تو میں اس گلے پر بوسہ دے رہا ہوں۔

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عصر کی نماز ہو رہی تھی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامت فرما رہے تھے اور مقتدی حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؑ مولائے کائنات تھے۔ اور حضرت امام حسینؑ کی چھ سال کی عمر تھی۔ وہ مدینہ منورہ کی مقدس گلیوں میں کھیل رہے تھے وہ کبھی مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در و دیوار کو دیکھتے اور کبھی نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلّے کو۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں گئے۔ تو حضرت امام حسینؑ نے چھلانگ لگائی اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ عرش والے حیران رہ گئے اور حوریں محوِ حیرت مگر روحِ فطرت مسکرا رہی تھی۔ جبریل امین پکار اٹھے مولیٰ یہ کیا تماشا ہے کہ بچہ حسین امام الانبیاء کے کندھوں پر بحالتِ سجدے میں سوار ہو گئے۔ خدا نے فرمایا کہ جبریل خاموش آج جس بچے حسین کو تم سجدے میں نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر دیکھ رہے ہو کل اس بچے حسین کو میدان کربلا میں نیزے پر چڑھ کر قرآن پڑھتے بھی دیکھنا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ لمبا کر دیا اور بہتر (۷۲) دفعہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھا۔ حضرت امام حسینؑ اپنی مرضی سے نانا پاک کے کندھوں پر سے اُترے اور ہنستے کھیلتے گھر آ گئے والدہ نے پوچھا بیٹا حسینؑ آج بہت خوش نظر آ رہے ہو ماجرا کیا ہے، تو مسکرا کر فرمایا کہ اماں جان آج میرے نانا اور تمام نبیوں کے سردار سجدے میں تھے تو میں دوڑ کر ان کے

Marfat.com

کندھوں پر سوار ہو گیا اور جب تک میں اُترا نہیں میرے نانا نے سجدے سے سر نہیں اُٹھایا۔ خاتونِ جنت نے فرمایا کہ بیٹا حسین تم نے نماز اور مُہر نبوت کا خیال نہیں کیا بیٹے نے عرض کی اماں جان پریشان نہ ہوں یہ ایک راز کی بات ہے۔ ماں نے پوچھا بیٹا وہ کیا راز ہے عرض کی اماں جان میرے نانا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے بہتر (۷۲) مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھا اور کربلا کے میدان میں اس کے بدلے میں اپنے نانا کے دین کی خاطر اپنے (۷۲) تن قربان کر دوں گا۔

OOO

Marfat.com

حقیقتِ حضرت امام حسینؑ

حضرت امامِ حسینؑ کی ذاتِ مبارکہ انسانی عقل سے بالاتر ہے کیونکہ آپ "نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، حیدر کے دِل کا چین ہیں اور جگر گوشۂ بتولؑ ہیں:

اس کی ہمت پر علیؑ شیرِ خدا کو ناز ہے
اس نواسے پر محمدِ مصطفیٰؐ کو ناز ہے
سجدے تو سب نے کیے پر اس کا نیا انداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

خدا کو ناز ہے اور ہو بھی کیوں نا؟ سجدہ فرش والے بھی کرتے ہیں اور عرش والے بھی، زمین والے بھی کرتے ہیں اور آسمان والے بھی۔ جنت کی حوریں بھی کرتی ہیں اور بہشت کے غلمان بھی اور زمین سے لے کر آسمان تک اور فرش سے لے کر عرش تک کائنات کا ذرّہ ذرّہ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل میں ہر وقت مشغول رہتا ہے مگر عرشِ عظیم کے سائے میں سجدہ کرنا آسان ہے۔ جنت کی پُر کیف فضاؤں میں

Marfat.com

حمد وثناء کرنی مشکل نہیں۔ مسجد کے حجرے میں اللہ اللہ کرنا آسان ہے لیکن بیٹے کی لاش پر گھوڑے دوڑتے دیکھ کر معصوم اصغر کے حلق پر تیر پیوست ہوتا دیکھ کر! عباس کے بازو قلم ہوتے دیکھ کر! عون ومحمد کی لاشیں تڑپتی دیکھ کر! اور پھر اپنے جسم پر سینکڑوں زخم کھانے کے بعد میدانِ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کرنا حسینؑ ہی کا کام ہے۔ نہرِ فرات کے کنارے شہید ہونے والے حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر کائنات کا ذرّہ ذرّہ ہل گیا، زمین والے ہل گئے اور آسمان والے ہل گئے یہی نہیں بلکہ اِن کی شہادت کے بعد چھ مہینے تک آسمان کے کنارے سرخ رہے، ستارے آپس میں ٹکرائے اور بیت المقدس کے ہر پتھر سے تازہ خون کے فوارے نکلے۔ یہ حسین جو ایسے بہادر ہیں کہ بے سروسامان ہونے اور تین دِن کے بھوکے اور پیاسے ہونے کے باوجود بھی ۲۰ ہزار دُشمنوں کے مقابلے میں صبح سے لے کر ظہر تک ڈٹے رہے۔

امام حسینؑ جو ایسے سخی ہیں کہ دشتِ کربلا میں اپنے جوان بیٹے اکبر کو قربان کر دیا۔ اپنے معصوم اصغر کو اپنی جھولی میں دم توڑتے دیکھا۔ اپنے بھائی کی امانت قاسم کو قربان کروایا۔ اپنی بہن کے جگر گوشوں عون ومحمد کی لاشوں کو خون میں خاک پر تڑپتے دیکھا۔ اپنے بھائی عباس علمدارؑ کے بازو قلم کروائے اور پھر سب سے آخر میں اپنے بیمار بیٹے امام زین العابدینؑ کو، اپنی لاڈلی بیٹی سکینہ کو اور اپنی پیاری بہن زینبؑ کو چھوڑ کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اس لیے تو جوش ملیح آبادی خدا سے ایک بات کہتا ہے:

اے بارِ الٰہ نوحہ سناتا پھرتا
تا روزِ حشر اشک بہاتا پھرتا
امداد نہ کرتے اگر کربلا میں حسینؑ
اسلام تیرا ٹھوکریں کھاتا پھرتا

Marfat.com

اور پھر حضرت امام حسین کو آغوش ملی تو فاطمتہ الزہراؑ کی، نگاہِ پیار ملی تو حیدر کرار کی، اور زبان چوسنے کو ملی تو رحمت اللعالمین کی۔ ان کی ماں سیدہ النساء العالمین ہیں۔ ان کے باپ سید المومنین ہیں اور ان کے نانا رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور انہوں نے آنکھ کھولی تو پہلی نگاہ محبوب خدا کے نورانی چہرے پر پڑی۔ اور دودھ کا پہلا قطرہ وہ ملا جو "یطھر کم تطھیر" ہے اور دست شفقت ملا تو شیر خدا کا اور کلمہ، توحید کی بنیاد حضرت امام حسینؑ ہیں یہی وہ مقام ہے جہاں خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا۔

والہ کے بنائے لا الہ است حسین

حضرت امام حسینؑ نے الا اللہ کو قائم رکھنے کے لیے اپنے جان و مال اور اپنے بال بچوں تک کی بازی لگادی۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں پر سویا یہ حسینؑ
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا یہ حسینؑ
جو جواں بیٹے کی میّت پر نہ رویا یہ حسینؑ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر کچھ نہ کھویا یہ حسینؑ
جس نے اپنے بچوں کی دے دی سخاوت یہ حسینؑ
ہنس کے جس نے پی لیا جامِ شہادت یہ حسینؑ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔"

عبرانیوں نے زبور میں ردّ و بدل کیا۔ اسرائیلیوں نے تورات میں تحریف کی

Marfat.com

اور عیسائیوں نے انجیل میں تغیر و تبدل کر دیا مگر قرآن پاک کی یہ شان ہے کہ قیامت تک اس کا ایک نقطہ بھی تبدیل نہیں ہوسکتا۔ ایسا کیوں ہوا اور ایسا کیوں ہے اس لیے کہ عبرانیوں، اسرائیلیوں اور عیسائیوں کے پاس کتابیں تو تھیں مگر امام حسینؑ جیسا قاری نہیں تھا۔ لیکن مسلمانوں کے پاس کتاب بھی ہے اور امام حسینؑ جیسا قاری بھی۔

○○○

Marfat.com

حضرت امام حسینؑ کی شہادت

اب راکبِ دوشِ رسول، نوردیدۂ بتول، لختِ دل علی المرتضٰی، راحتِ جاں حسن مجتبٰی، آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے تارے، جنت کے نوجوانوں کے سردار، مومنوں کے دل کے چین حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا وقت آ گیا ہے۔ شہزادۂ کونین جس کو جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سینے پر سلاتے، کندھوں پر بٹھاتے اور اپنی زبان مبارک چساتے تھے وہ جانِ جگر نواسہ جس کا اپنی مہرباں ماں سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی گود میں رو پڑنا نبیوں کے سردار کو بے قرار کر دیا کرتا تھا۔ وہ نازکا پلا جس کی پشتِ اقدس پر چڑھ جانے کی صورت میں سرورِ کونین سجدوں کو طویل فرما دیا کرتے تھے جس کا پشت مبارک سے گرنا نبیوں کے سردار کو گوارا نہیں تھا اب یہ بھی جامِ شہادت نوش فرمانے جا رہے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ خیمۂ اہلِ بیتؑ میں تشریف لے جاتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیمار بیٹا امام زین العابدینؑ سخت بخار کی حالت میں ہے۔ اور اپنے والد محترم سے فرما رہے ہیں کہ بابا جان مجھ کو بھی اجازت دیجئے میں بھی

Marfat.com

آپ پر قربان ہونا چاہتا ہوں۔ تاجدارِ کربلا نے اپنے نورِ نظر حضرت امام زین العابدین کو اپنی آغوش محبت میں لیا اور فرمایا کہ بیٹا ابھی تمہارا وقت نہیں آیا ابھی تو تم نے اپنی ماں، بہن کی حفاظت کرنی ہے۔ اور انہیں اہلِ بیتؑ کو وطن تک پہنچانا ہے۔ میرے فرزند اللہ تعالیٰ تمہی سے میری نسل اور حسینی سادات کا سلسلہ جاری فرمائے گا۔ جب مدینہ منورہ پہنچو تو سب سے پہلے نانا جان کے روضۂ انور پر جانا اور نانا جان کو میرا اسلام کہنا۔ پھر میری اماں جان کی قبر پر جانا انہیں بھی میرا اسلام کہنا، میرے بھائی حسن مجتبیٰ کو میرا اسلام کہنا۔ میرے لختِ جگر میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو امام عالی مقامؑ نے اپنی دستار مبارک اتار کر حضرت امام زین العابدین کے سر پر رکھ دی۔ اور اس صبر و رضا کے پیکر کو فرشِ علالت پر لٹا دیا اب امامِ عالی مقام اپنے خیمے میں تشریف لائے ساماں کھولا، قبائے مصری زیب تن فرمائی اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک سر پر باندھا اپنے والد حیدر کرار کی تلوار ذوالفقار ہاتھ میں لی اور اپنے بھائی حضرت امام حسن کا پٹہ اپنی کمر پر باندھا پھر سید الشہدا جنت کے نوجوانوں کے سردار سب کچھ راہِ حق میں قربان کر کے اب اپنے سر کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار ہو گئے ادھر امام عالی مقامؑ بیبیوں سے فرما رہے ہیں کہ تم پر میرا اسلام ہو۔ بہن نے کہا کہ پیارے بھیا، زوجہ کی صدا آئی سر کے تاج، بیٹی سکینہ نے کہا بابا کہاں جا رہے ہو، ہمیں اس جنگل میں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو۔ آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اور رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہنے کی وصیت کی۔ آپ کی بہت پیاری بیٹی حضرت سکینہ آ کر آپ سے لپٹ گئی بابا اگر آپ چلے گئے تو میں بابا کہہ کر کس کو پکاروں گی میرے سر پر محبت و شفقت سے کون ہاتھ پھیرے گا۔ امام عالی مقام نے بیٹی سکینہ کو گود میں اٹھا لیا پیار کیا اور اپنی بہن زینب کی گود میں دیتے ہوئے فرمایا بہن زینب یہ میری نازوں کی پالی

Marfat.com

بہت پیاری بیٹی ہے۔ اس کو رونے نہ دیا کرنا اس کو یتیمی کا احساس نہ ہونے دینا حضرت بی بی زینبؑ نے کہا کہ بھیا آج سکینہ ہی یتیم نہیں ہو رہی آج ہم سب بے سہارا اور یتیم ہو رہے ہیں۔ بھیا آپ کے بغیر اور آپ کے بعد آخر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ہم بھی آپ کے ساتھ لڑ کر اپنی جانیں قربان کریں گے۔ حضرت امام عالی مقامؑ نے فرمایا کہ میری بہن تم صابروں کی اولاد ہو صبر کرو اور زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آنے دو۔ پھر حضرت عالی مقامؑ نے خدا حافظ کہا اور خیمے سے نکلے امام عالی مقامؑ نے دائیں بائیں نگاہ کی تو تمام میدان اُن جانثاروں سے خالی پایا جو ہر وقت رکابِ نصرت میں حاضر رہتے تھے۔ اور سواری کے وقت رکاب گردانی کرتے تھے۔ حضرت زینبؑ نے دیکھا کہ بھائی کو کوئی سوار کرنے والا نہیں ہے۔ تو پکاری اے راکبِ دوشِ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی اس خدمت کے لئے حاضر ہے۔ کندھوں پر چڑھا کر کھلانے والے نانا، آغوش رحمت و محبت میں لینے والے نانا، ماتھے، رخسار اور لبوں کو چومنے والے نانا، اے میرے ناز اٹھانے والے نانا آج میں جامِ شہادت نوش فرمانے جا رہا ہوں۔ نواسۂ نبی جگر گوشہ علی نورِ دیدۂ زہراؑ، سرورِ قلب حسن مصطفیٰ جا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا رہا ہے اب آفتاب نبوت کا نورِ نظر اور شہنشاہ ولایت کا لختِ جگر مخدومۂ کائنات خاتون جنتؑ کے دل کا چین کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر بیس ہزار کے لشکرِ جرار کے سامنے کھڑے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر تم کسی طرح خون ناحق سے باز آنے والے نہیں ہو تو آؤ اپنی مراد پوری کرو اور میرے خون سے اپنی پیاس بجھاؤ اور اپنے بہترین بہادروں کو ایک ایک کر کے میرے مقابلے میں بھیجتے جاؤ۔ اور شجاعت حسینی کے مظاہرے دیکھتے جاؤ۔ اسی طرح نئے نئے شمشیر زن اور نیزے باز حضرت امام عالی مقامؑ کے مقابلے میں آتے رہے مگر جو بھی

Marfat.com

سامنے آیا زندہ واپس نہیں گیا۔ شیر خدا کے لال نے وہ شجاعت کے جوہر دکھائے کہ دشمنوں کی فوج ہل کر رہ گئی لشکر اعداء میں شور برپا ہوگیا کہ اگر جنگ کا یہی انداز رہا تو حیدر کا یہ شیر کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ بس مصلحت وقت یہی ہے کہ چاروں طرف سے گھیر کر یکبار حملہ کرو چنانچہ جب حضرت امام عالی مقامؑ کو گھیرے میں لے لیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے ابنِ زیاد اور یزید کی خوشنودی کی خاطر اولادرسول کا خون بہانہ ضروری سمجھ لیا ہے تو اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی اور دینِ اسلام کی حفاظت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی ٹھان لی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ میری رگوں میں خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور میرے بازوؤں میں قوت حیدر ہے میرے جیسا کوئی شہسوار نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے دوشِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سواری کی ہوئی ہے۔ میرے جیسا کوئی بہادر نہیں ہے اس لیے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شجاعت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ میں مظہرِ شجاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں پھر حضرت امام حسینؑ پر تیر برسائے گئے اور آپ زخمی حالت میں گھوڑے پر سے زمین پر گر گئے اور شمر نے آپ کے سر کو جسم سے علیحدہ کر دیا۔

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے جب ابن زیاد نے حکم دیا کہ حضرت حسین علیہ السلام کے سرانور کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں پھیریں تو اس وقت میں اپنے مکان کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔ جب آپ کا سرانور میرے پاس سے گزرا تو میں نے اس میں سے تلاوتِ قرآن پاک سنی۔ اس آواز کی ہیبت سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں پکار اُٹھا۔ خدا کی قسم یہ سر تو ابنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور اس میں سے ایسی آواز کا صادر ہونا عجیب بات ہے۔ واقعہ کربلا میں نہ ہی

Marfat.com

عقل کو کوئی دخل تھا اور نہ ہی خرد کا کوئی حصہ۔ اوّل سے لے کر آخر تک، ابتدا سے لے کر انتہا تک، آغاز سے لے کر انجام تک۔ مدینہ سے لے کر کربلا تک اور پھر حضرت حُر کی شہادت سے لے کر امام حسینؓ کی شہادت تک عشق کارفرما تھا۔ ہر قدم پر عشق کی جلوہ گری تھی، ہر منزل پر عشق کا سودا تھا۔ ہر لحظہ عشق کا ظہور تھا۔ ہر گھڑی عشق کی جلوہ نمائی تھی، اور ہر سانس میں عشق کی ہوا تھی۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ زاہد ہے نہ مُلّا نہ حکیم

عشق کبھی جبرئیل بن کر فرش پر آتا ہے اور کبھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کر عرش پر جاتا ہے۔ اور کبھی اللہ کا کلام بن کر قرآن پاک کی صورت میں غارِ حرا میں نازل ہوتا ہے۔ اور کبھی عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلالؓ میں جلوہ گر ہو کر تپتی ہوئی ریت پر لیٹ کر اَحد اَحد کے نعرے لگاتا ہے۔ اور کبھی ابوبکر میں نمودار ہو کر غارِ ثور میں سیاہ و زہریلے سانپ کے ڈنگ پر ڈنگ کھاتا ہے۔ اور کبھی حسین میں کارفرما ہو کر نیزے پر قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔

معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق
صدقِ خلیل بھی ہے عشق اور صبرِ حسین بھی ہے عشق

عشق کی ابتدا کہاں سے ہوئی میں کہوں گا ازل سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ

''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو میرا عشق ہے اور

Marfat.com

میں تیرا عشق ہوں۔"

غرضیکہ اس وجودِ کائنات کی اصل عشق ہے اور اس کا ماحاصل حسینؑ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عشقِ ازل سے چلا اور کربلا میں آیا۔ عشق کبھی حضرت یوسفؑ کو کنویں میں گرا کر دیکھتا ہے اور کبھی مصر کے بازار میں بکا کر دیکھتا ہے اور کبھی اسے مصر کے تخت پر بٹھا کر دیکھتا ہے کبھی اپنے محبوب کو پتھر مروا کے دیکھتا ہے اور کبھی غارِ ثور میں چھپا کر دیکھتا ہے۔ اور کبھی میدان اُحد میں دانت تڑوا کر دیکھتا ہے اور کبھی اسے عرش پر بلا کے دیکھتا ہے۔ اور کبھی حضرت حسینؑ کو فاطمہؑ کی گود میں دودھ پلا کر دیکھتا ہے۔ اور کبھی علیؑ کی اُنگلی میں اُنگلی پکڑا کر دیکھتا ہے اور کبھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر بٹھا کر دیکھتا ہے اور کبھی اسے نیزے پر چڑھا کے دیکھتا ہے۔

ooo

Marfat.com

Ishq-e-Panjtan

Muhammad Imran Yousfi Taji

عشقِ پنجتن

دیگر تصانیف

- یوسف الاولیاء
- فیضانِ یوسف

Marfat.com